ست سنگت

نمبر ۱ — المؤسوم — جلد ۳۷

گلدستۂ عرفاں

مہرشی شیوبرت لال صاحب ایم اے

کے

تخیلات اور فیوضات

مرتبہ

موتی لال مختار

ست سنگت پبلشنگ ہاؤس گورکھپور

قیمت فی جلد ۶/

باہتمام محمد رفیع اللہ در مطبع رفاہ عام گورکھپور طبع گردید

جنوری سنہ ۱۹۴۶ء

فہرست مضامین

نمبر	مضمون	صفحہ	نمبر	مضمون	صفحہ
۱	فہرست مضامین	۴	۱۶	مراسلات	۶۷
۲	ارپن پتر	۵	۱۷	قابل غور نکتے	۷۰
۳	شکریہ	۶	۱۸	ایڈیٹوریل	۷۵
۴	اسمائے گرامی سرپرستان	۷	۱۹	بچن	۷۷
۵	دو دو باتیں	۸	۲۰	کھلی چٹھی بنام ست سنگیان و ٹرسٹیان رادھا سوامی دھام	۹۳
۶	پرارتھنا	۱۱			
۷	گورو کے آخری بچن	۱۲			
۸	میرا مذہب	۱۳			
۹	معرفت کی چٹکیاں	۲۳			
۱۰	گلشن وچار	۳۱			
۱۱	دس اوتار فلاسفی	۳۲			
۱۲	اقوال زریں	۴۴			
۱۳	جین رامائن	۴۷			
۱۴	خطاب بہ صوفی	۵۵			
۱۵	صوفی ازم	۵۶			

ارپن پتر

جس طرح کوئی مالی کسی باغ سے چند خوبصورت پھول چُنکر اور
گلدستہ کی صورت میں انھیں ترتیب دیکر باغ کے مالک کو نذر
کرتا ہے اُسی طرح یہ خاکسار حضور معلیٰ و مقدس کے تازہ بتازہ
مختلف مضامین الموسوم بہ

گلدستۂ عرفاں

ست پُرش پورن دھنی حضور معلیٰ و مقدس داتا دیال
پرم گُرو مہرشی شیوبرت لال صاحب مہاراج
رادھاسوامی
کی قدوم میمنت لزوم میں نذر کرنے کی جرأت اور جسارت کرتا ہے۔
گر قبول افتد زہے عز و شرف

خادم قدیم
موتی لال

یکم جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

شکریہ

جن اصحاب نے ست سنگت کی بہبودی فلاح ترقی اور استحکام کے لیئے اپنی خاص توجہ مبذول فرمائی ہے اُن میں سے دو خاص قابل تعظیم بزرگوں کے نام نامی قابل ذکر ہیں۔

(۱) عالیجناب رائے بہادر منشی نرسنگھ پرشاد صاحب ایم۔ اے ایڈوکیٹ و رئیس گورکھپور۔

(۲) عالیجناب ٹھاکر گورکھ پرشاد صاحب رئیس و اڈوکیٹ دیوریا ضلع گورکھپور۔

عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر دیناج پور نے رائے بہادر صاحب بہادر کی تحریک پر و جناب راجہ صاحب مجھولی نے ٹھاکر صاحب موصوف کی تجویز پر ست سنگت کی سرپرستی منظور فرمائی ہے اسلئے ہر دو بزرگان کا شکریہ تہ دل سے ادا کرتا ہوں۔

ایڈیٹر

اسمائے گرامی

سرپرستان ست سنگت

(۱) آنریبل کپتان مہاراجہ جگدیش ناتھ رائے صاحب بہادر آف دیناج پور (بنگال)

(۲) عالیجناب نواب سر احمد حسین امین جنگ بہادر کے، ٹی، ایم، اے، بی، ایل، ڈی، کے، سی، آئی، ای، سی، ایس، آئی سابق صدر المہام سرکار نظام حیدر آباد دکن

(۳) عالی جناب راجہ بلبھدر نرائن مل صاحب مجھولی نریش ضلع گورکھپور

جنوری سنہ ۱۹۴۰ء

دو دو باتیں

رسالہ ست سنگت حضور مہاراج نے سنہ ۱۹۳۱ء میں جاری فرمایا تھا۔ اسے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے پورے ۹ نو سال ہوگئے۔ اب وہ محتاج تعارف نہیں رہا۔ اس کے مضامین کس قدر دلچسپ، مفید، سبق آموز اور روحانی ہوتے ہیں ست سنگت کے شائقین پر بخوبی روشن ہے اسکے بار بار اعادہ کی ضرورت نہیں رہی۔ اس سلسلہ میں کم از کم پانچ درجن روحانی کتابیں نکلی ہونگی۔ مگر سب سے ضخیم کتاب مہا رامائن ہے جو چھ جلدوں میں زائد از ہزار صفحات پر مشتمل ہے اسکے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ رامائن تصوف کی بہترین اور یوگ ودیا کی لاثانی کتاب ہے اسے روحانیت کا سرچشمہ یا گیان کا بھنڈار کہا جائے تو مناسب ہوگا۔ یوں تو حضور مہاراج نے ایک درجن سے زائد رامائنیں لکھی ہیں ہر ایک کا زاویہ نگاہ جداگانہ ہے مگر روحانیت کے نقطۂ نگاہ سے یہ کتاب سب پر فوقیت رکھتی ہے۔ بغیر مطالعہ کئے ہوئے اس کا لطف حاصل ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ غیر ممکن ہے۔ جو اصحاب رامائن سے راز سربستہ سے واقف ہونا چاہیں وہ ضرور لطف مطالعہ حاصل کریں

مالک کا ہزار ہزار شکر ہے کہ سال گذشتہ کی آخری قسط ادا کر کے

ہم اپنے قرض سے سبکدوش ہو گئے۔ امسال کاغذ کی گرانی سے خاص دقتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بسا اوقات کاغذ بازار میں دستیاب بھی نہ ہو سکے جسکی وجہ سے رسالہ وقت پر نہ نکل سکا بعد انتظار کافی بادامی کاغذ استعمال کرنے کی مجبوری لاحق ہوئی۔ یہ سب بلائیں جنگ یورپ کی طفیل نازل ہوئیں اور ہو رہی ہیں جنکی دفعیہ کا سامان انسانی طاقت سے باہر ہے۔

باوجود ان سب دقتوں اور مصیبتوں کے ہمارا کام اُسی مستعدی اور انہماک کے ساتھ جاری ہے۔ ہم سب مادّی دنیا کی مخلوق ہیں۔ کتابت، چھپائی، کاغذ، ڈاک اور دیگر اخراجات کا بار ست سنگت کی کمزور گردن پر ہے۔ اب تک رسالہ ہذا اپنے پاؤں پر آپ کھڑا نہ ہو سکا۔ یہ صحیح ہے کہ روحانی مضامین عوام کی کشش کا مرکز نہیں بنتے۔ پھر بھی ہم اپنے قدردانوں سے استدعا اور اپیل کرتے ہیں کہ وہ اپنے علم دوست اصحاب کے طبقہ میں اسکی اشاعت اور ترویج کی کوشش کریں تاکہ یہ اپنے فرائض کو نہایت عمدگی اور خوبصورتی کے ساتھ انجام دے سکے۔ اگر آپ صاحبان ہماری حوصلہ افزائی فرماتے رہینگے تو حضور مہاراج کے غیر مطبوعہ مضامین رفتہ رفتہ سب روشنی میں آجائیں گے اور اس طریق پر اُن کی تحفظ اور الحفاظ کا قدرتی انتظام ہو جائے گا۔ بات مشکل نہیں ہے

صرف دو دو خریدار بنانے کی کوشش کیجئے۔ ساری دقتیں چشم زدن میں دور ہوجائینگی اور آپ کو نئے نئے مضامین کے مطالعہ کا لطف حاصل ہوتا رہیگا۔

سال گذشتہ ہمارے لئے دکھ درد اور مصیبت کا آماجگاہ تھا۔ اس نے ہمارے لئے وہ صدمہ پہونچایا ہے جسکی تلافی کا امکان ہی نہیں ہے۔ موج ایسی ہی تھی۔ دعا کیجئے کہ سال رواں ہمارے لئے خیر و برکت کا باعث ہو اور ہم آپ دونوں اپنے اپنے فرائض کو بحسن و خوبی انجام دیکر اس نیک کام میں ہاتھ بٹائیں۔

امید قوی ہے آپ رسالہ کو روز بروز دلچسپ اور مفید تر پائیں گے۔

یکم جنوری سنہ ۱۹۴۰ء

ایڈیٹر

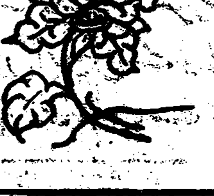

ست سنگت

جنوری سنہ ۱۹۴۰ء

جلد ۳۷ نمبر ۱

پرارتھنا

(۱) اپنی شرن میں لے لو۔ میرے کرپال داتا!
چرنوں کی بھگتی دیدو۔ میرے دیال داتا!

(۲) دکھ کشٹ کے جھمیلے۔ دن رات میں نے جھیلے
پاپڑ اگنیں کے بیلے۔ میرے دیال داتا!

(۳) بوجھا ہے بھاری سر پر۔ پھرتا ہوں مارا در در
ہیں ایک جیسے بن گھر۔ میرے دیال داتا!

(۴) بھگتی نہ گیان پایا - بھرما بھرم میں آیا
اگیان گھٹ میں چھایا - میرے دیال داتا!

(۵) سنکٹ میں میں پھنسا ہوں - دُکھ کنٹ میں پھنسا ہوں
دَلدَل میں میں پھنسا ہوں میرے دیال داتا!

(۶) دُکھیا کی لاج رکھ لو - چرنوں کی چھایا دیدو
درشٹی مہر کی کردو - میرے دیال داتا!

(۷) رادھا سوامی دین ہِت کر - اپنی شرن میں رکھ کر
نج دھام دو دیا کر - میرے دیال داتا!

گورو کے آخری بچن

حضور معلیٰ و مقدس نے جو بچن آخری بھنڈارہ ۱۹۳۸ء کے موقع پر فرمائے تھے اُنھیں کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا۔ جو اصحاب گورو کے آخری ست سنگ کے آخری بچن سے فیضیاب ہونا چاہیں وہ ۸؍ کا منی آرڈر بھیجکر کتاب مذکور طلب فرمائیں - کتاب نہایت محدود تعداد میں چھپوائی گئی ہے۔ آرڈر جلد آئے تاکہ مایوس نہ ہونا پڑے -

ایڈیٹر

میرا مذہب

(۱)

کہتے کہتے ہو گیا بسیار گو
ایک بھی میرا نہیں اسرار جو

میرا مذہب کیا ہے؟ کوئی نہ کوئی مذہب تو ہر شخص کا ہوتا ہے مذہب کو ہندو فقرا نے مت کہا ہے "مت" رائے کو کہتے ہیں ہر شخص اپنی رائے رکھتا ہے۔ یہی رائے اُسکا مذہب ہے جو خدا کی ہستی کا اقرار کرتا ہے اُسکا مذہب اقراری ہے۔ جو خدا کی ہستی کا منکر ہے اُسکا مذہب انکاری ہے۔

عیسائی تین خدا (بیٹا، باپ اور روح القدس) مانتے ہیں اور ہمارے آریہ سماجی بھائی بھی تین متعدد ہستیوں یعنی ایشور جیو اور پرکرتی (مادّہ) کو مانتے ہیں۔ یہ دونوں تثلیث پرست ہیں اُنکا مذہب تثلیثی ہے۔ سانکھیہ دو ہستیوں پُرش (جیو) اور پرکرتی کا قائل ہے۔ جینی دو عنصر جیو اجیو (مادّہ) کو مانتے ہیں۔ یہ دونوں دو کے ماننے والے اثنینت پرست ہیں۔ اسلام ایک واحد خدا مانتا ہے۔ ویدانتی کے خیال میں صرف ایک ہی تو د عنصر

ہے جسے وہ برہمہ کہتے ہیں۔ اِن دونوں کا مذہب احدیت اور وحدانیت ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔

غرضیکہ کوئی نہ کوئی مذہب ہر شخص کا ہے۔ جو کسی مذہب کو نہیں مانتا وہ لامذہب ہے اور یہ لامذہب ہونا ہی اُسکا مذہب ہے مذہب سے خالی ایک بھی نہیں ہے۔

(۲)

مجھ سے اکثر سوال کیا جاتا ہے "تمھارا مذہب کیا ہے"؟ اور میں جو اِس سوال کا جواب دیتا ہوں اُس سے ہر شخص یہی نتیجہ نکالتا ہے کہ میں اُسکے مذہب کا ہوں۔ کبیر پنتھی حضرات مجھے کبیر پنتھی کہتے ہیں اور میں سچ مچ کبیر پنتھی ہوں۔ بودھ مجھے بودھ اور جینی مجھے جینی مانتے ہیں اور میں کسی کے خیال کی تردید نہیں کرتا کوئی کوئی مجھے ویدک دھرم کا پابند بتاتا ہے اور میں انکار نہیں کرسکتا۔ کئی مسلمانوں نے مجھے مسلمان کہا اور میں اُن سے ناراض نہیں ہوتا۔

اس سے تم شاید یہ نتیجہ نکالو گے کہ میرا مذہب صلح کل ہے اور یہ صحیح ہے۔ لیکن کیا صلح کل کوئی مذہب ہے؟ اس سوال کے جواب میں بعض صاحبوں کو تامل ہوگا۔ کل رات کے ست سنگ میں ایک عجیب پُر لطف بات ہوئی۔ میرے چھوٹے

بھائی بُٹھاکر سورج نرائن سنگھ صاحب نے شبد گنجار نامی کتاب کا ایک شبد پڑھا۔ میں نے اُسکی تشریح کی۔ سب متعجب ہوئے۔

سوال کیا گیا "کیا آپ ایکتّو واد۔ ادویت واد اور وحدانیت کو مانتے ہیں؟"

میں نے جواب دیا "کیوں نہ مانوں۔ یہاں جو ہے ایک ہی ایک ہے۔ تم ایک ہو۔ میں ایک ہوں۔ وہ ایک ہے۔ ہزاروں آدمیوں میں سے سب ہی تو ایک ایک ہیں۔ ایک باغ کے دو درخت باہمدگر مشابہ نہیں ہیں۔ ایک درخت کی کوئی دو ٹہنیاں۔ کوئی دو پتے ایک شکل کے نہیں ملتے۔ ایک ٹہنی کے دو پھول صورت شکل بُو اور رنگت کی نظر سے یکساں نہیں ہیں۔ ایک ہی درخت کے دو پھل مختلف الصّورت نظر آتے ہیں۔ ایک پھل کے دو بیج کے درمیان یکسانیت کا امکان نہیں ہے۔ آسمان کے دو تارے ایک جیسے کہاں ہیں! ایک ہی مطبع کی چھپی ہوئی ایک ہی کتاب کی دو جلدیں دو صفحے دو سطریں دو حروف دو نقطے تک ایک طرح کے نہ ملینگے یہاں جو ہے وہ ایک ہی ایک ہے۔ ایک سورج ایک چاند ایک زمین غرضیکہ جیسے بھی چاہے مشابہ کرکے دیکھ لو۔ سب ایک ہی ایک لاثانی لاشریک اور لاجواب ملیں گے۔ یقین نہ ہو تو اپنے جیسا کوئی دوسرا آدمی تلاش کرکے نکالو۔ تمھارے جیسا دوسرا کوئی نہ ملیگا۔ پھر اگر میں وحدانیت کا قائل نہ بنوں تو کیا کروں!" سب اِس ایک بات

وشنکر دنگ رہ گئے۔

(۳)

دوسرا سوال ہوا: کیا یہاں دو نہیں ہیں اور آپ کو دو کی ہستی ماننے سے انکار ہے؟

جواب دیا گیا نہیں۔ دور نہ جاؤ اپنے جسم کو دیکھو تم دو زبان دو کان۔ دو ناک۔ دو آنکھ۔ دو ہونٹھ۔ دو ہاتھ۔ دو پلوٹن۔ دو سینہ رکھتے ہو۔ یہاں ہر شے دو ہی دو ہے۔ یہاں تک کہ تمھاری کھوپڑی کے دو ہی ٹکڑے ہیں اور علی ہذا القیاس۔ اسی نظر سے خدا اور شیطان۔ پُرش۔ پرکرتی۔ روح۔ مادّہ۔ جیوا جیو کے دو دو اقانیم قائم کئے گئے ہیں۔ پھر میں دویت واد شرک۔ اور یگانہ بیگانہ جڑ چیتن کی ہستی سے انکار کیسے کروں! یہ جواب بھی حیرت کا باعث ہوا۔

(۴)

تیسرا سوال ہوا: کیا آپ تین کی ہستیوں سے انکار کرتے ہیں؟

میں نے کہا بالکل نہیں۔ دنیا میں روح، جسم، دل تینوں ہی ہیں۔ دنیا میں سورگ پتال اور مرتیو لوک ہیں۔ تمھارا جسم تین ٹکڑوں میں منقسم ہے۔ سر۔ دھڑ اور پاؤں۔ تمھارے ہاتھ کے تین

حصّے ہیں۔ پنجہ۔ درمیانی کلائی اور بازو۔ ہمارے پاؤں کے تین حصّے ہیں۔ ٹخنے تک ایک ٹخنے سے اوپر دوسرا۔ ران تیسری۔ انگلیوں کو دیکھو سب کے تین ہی تین ٹکڑے ہیں۔ پنجہ خود تین حصّے رکھتا ہے غرضیکہ غور سے دیکھو گے تو ہر جگہ ہر عضو میں تین ہی تین نظر آئینگے ان کے وجود سے جو شخص انکار کرے وہ نادان ہی ہوگا۔ اسیطرح سے ایشور۔ جیو۔ پرکرتی۔ خالق خلقت مخلوق بہشت۔ دوزخ اعراف۔ بھوگ۔ نرک۔ اپ ورگ وغیرہ صحیح مانے گئے ہیں۔ جہاں دیکھو تین ہی تین کا جھمیلا ہے۔ میں اس صداقت کا منکر کیسے ہو سکتا ہوں! یہ جواب بھی باعث استعجاب ہی رہا۔

(۵)

چوتھے صاحب بول اٹھے "کیا آپ دویتادویت کو بھی صحیح مانتے ہیں؟" میں نے پوچھا "یہ دویتادویت کیا بلا ہے؟" وہ بولے "دو بھی ہے اور ایک بھی ہے" میں نے کہا "ہاں میں اسے صحیح مانتا ہوں۔ وِرہ (वृह) اور مِنن (मनन) دو ہیں۔ ان کی ترکیب سے تیسرا واحد وجود برہمہ بنا ہے۔ ات (अत) اور منن (मनन) دو ہیں۔ اِن دونوں کا مِلاپ آتما ہے۔ تم دو آنکھوں سے ایک دیکھتے ہو۔ دو کان سے ایک سنتے ہو۔ دو نتھنوں

یہی تو دویتا دویت یعنی دویت (دو پنے) میں ادویت۔ شرک میں
وحدت اور اثنینیت میں وحدانیت ہے۔ غرضیکہ جو جو دیکھوگے
دو دو اشیا میں ایک ہستی کو شامل پاؤگے۔ پھر اگر میں سوامی مادھواچاریہ
جی کے اس دویتا دویت کے مسئلہ کو غلط کہوں تو کیسے کہوں!
تم ہی بتادو"۔ سب حیران رہ گئے۔

(۶)

پانچویں صاحب نے زبان کھولی "کیا آپ چار چار کو بھی صحیح
مانتے ہیں؟" میں نے جواب دیا "کیوں نہیں اسکے صحیح ماننے سے
مجھے گریز کیسے ہو سکتا ہے! تم دیکھو ایشور کا نام ویدوں میں اوم
آیا ہے اسمیں تین حروف آ۔ ؤ۔ م ہیں۔ اور اسکے اوپر اردھ ماترا
(ت) بھی تو موجود ہے۔ برہم کے تین روپ۔ ویراٹ۔ انترامی اور
ہرنیہ گربھ ہیں۔ یہ شبل روپ کہلاتا ہے۔ چوتھا پر برہمہ پدشدھ روپ
ہے۔ تم میں خود چار حالتیں ہیں۔ جاگرت سوپن سوشپتی اور تریا اور
پھر تم چار پایہ والے ہو۔ دو ہاتھ دو پاؤں اور تمھارے یہاں
چار وید۔ رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو چار ورن برہمن۔ کشتری۔ ویش
شودر۔ چار آشرم برہمچریہ گرہست ون پرست اور سنیاس موجود
ہیں۔ غرضیکہ جہاں جہاں دیکھوگے تمکو چار ہی چار نظر آتے جائینگے
وعلی ہذا القیاس پھر اسے غلط کیسے قرار دوں؟" وہ متحیر رہ گئے۔

چھٹے صاحب نے زبان درازی کی" پھر پانچ نے کیا قصور کیا ہے جو اسے نہ مانیگا؟" میں نے کہا۔ "کیوں نہ مانونگا! دنیا میں پانچ کی بھی ہستی ہے۔ پانچ کرم اندریاں (حواس خمسہ فاعلی) پانچ گیان اندریاں (حواس خمسہ عقلی) پانچ پران۔ پنچ دیو۔ پنچ یگیہ۔ پانچ تتو۔ آکاس۔ ہوا۔ آگ۔ پانی۔ مٹی۔ پانچ حالتیں۔ جاگرت سوپن سوشپتی تُریا اور تُریاتیت۔ پنچ تن ماترا (عناصر خمسہ لطیف۔ شبد۔ سپرش رُوپ۔ رس۔ گندھ وغیرہ وغیرہ۔

میں ان سب پانچوں کو مانتا ہوں کبھی کسیکو بھی غیر صحیح نہیں قرار دیتا۔" یہ جواب بھی اُن کے ششدر کرنے کیلئے کافی ثابت ہوا

(۸)

ساتویں صاحب نے استفسار کیا۔ "اور سات؟" میں نے کہا "سات کو بھی صحیح مانتا ہوں۔ جب سناتنی مذہب ہے تو پھر سات کو کیسے نہ مانونگا! قدرت میں سات عناصر (سپت تتو) سپت رشی۔ سات دن (اتوار۔ سوموار۔ منگل۔ بدھ۔ برہسپت۔ شکر۔ شنی) سات ستارے (سورج۔ چاند۔ منگل۔ بدھ۔ برہسپتی۔ شکر۔ سنیچر) سات لوک۔ سات سمندر۔ سات طبقات فلکی۔ سات طبقات ارضی موجود ہیں انھیں کیسے نہ مانوں! تم کثرت منوائے میں کثرت مانونگا

وحدت منواؤ وحدت مانونگا۔ میں سچا آستک (اقراری) ہوں انکاری تو نہیں ہوں"۔ اس جواب سے وہ خاموش ہو گئے

(۹)

تامل کے بعد ایک صاحب نے کہا "آپ کسی مذہب کا کھنڈن کیوں نہیں کرتے؟ سب کے ہاں میں ہاں ملا دیتے ہیں"۔

جواب "کھنڈن کرنا میرا مذہب نہیں ہے۔ میں نے اپنا مذہب منڈن کرنا بنا رکھا ہے۔ کوئی بھی آئے ویدانتی، جینی، مسلمان، عیسائی، آریہ سماجی، بودھ، پارسی، میرے یہاں کسی کی دل آزاری نہیں کیجاتی۔ میں کھنڈن کر کے کسی کے دلی احساس اور مذہبی جذبہ کو صدمہ نہیں پہونچاتا۔ دل آزاری یا ہنسا میرے یہاں سب سے بڑا پاپ اور گناہ عظیم ہے۔ آؤ ست سنگ کرو۔ اپنی کہو۔ میری سنو۔ اور اگر دل چاہے تو بے تعصب بنکر حقیقت کو صحیح قبول کرو نرجی میں وے جانے دو۔ مایہ خیر شما بہ سلامت۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ ہاں یہ ہے کہ اگر میری رائے کو مانو گے تو بھائی تمہیں سہج یوگ سیکھنا پڑیگا تاکہ زندگی عملی بنے۔ انو بھو بڑھے اور زبانی جمع خرچ ہی تک مذہب کی مراد محدود نہ رہے"۔

سوال۔ "دنیا میں مذہبی اختلافات اسقدر کیوں ہیں؟"

جواب۔ "جس نے جیسی نظر بنائی ویسا دیکھنے لگا۔ درشٹی سرشٹی اور ویدپاد کا تماشا ہے۔ ایک دفعہ سنو اندھوں کے گانوں میں ہاتھی آیا۔ عجائب پرستی کے زیر اثر لوگ گئے۔ ہاتھی کو ٹٹولا۔ واپس آکر لگے بحث مباحثہ کرنے۔ جس نے پانوں چھوے تھے ہاتھی کو ستون قرار دیا۔ جس نے دُم پکڑی تھی رسی سے مشابہ بنایا۔ جس نے پیٹھ ٹٹولی یا چھپائی تھی تختہ کی طرح ثابت کرنا چاہا۔ جس نے کان ٹٹولے تھے سوپ یا چھاج کا نام دیا۔ جس نے دانت پکڑے تھے لکڑی کا ڈنڈا کہہ سنایا۔ جس نے سونڈ کو ہاتھ لگایا تھا پانی کی ٹونٹی جیسی منوانا چاہا۔ یہ آپس میں خوب لڑے جھگڑے۔ ایک دوسرے کو جھوٹا قرار دینے لگا۔ اتفاق سے وہاں کسی سوجھاکے گیانی کا گذر ہوا جس نے آتے ہی انھیں للکارا "بھائیو تم سب کے سب سچے اور سب کے سب جھوٹے ہو۔ اپنے تمام خیالات قیاسات اور محسوسات کا مجموعہ بنالو وہی مکمل ہاتھی بنیگا۔" اور یہ سمجھانے پر وہ سمجھ گئے۔ اسی طرح میں سب کو سمجھاتا رہتا ہوں۔ نہ کسی سے لڑائی نہ جھگڑا۔ نہ دنگا نہ بکھیڑا۔ نہ کھنڈن نہ منڈن۔ نہ کسی کی تعلی نہ مذمت۔ ست سنگ میں میں علم و عمل کے دونوں پہلوؤں سے کام لیتا ہوں۔ جو آتا ہے خوش جاتا ہے اور آسانی سے اپنا

کام بنا لینا ہے۔"

(۱۱)

سوال:- "کیا رادھا سوامی مت یہی ہے؟"

جواب:- "ہاں وہ ایسا ہی ہے۔ ہاتھی کے پاؤں میں سب کے پاؤں۔ سنت مت سرب مت رکشک ہے۔ سنت مت سرب بھکشک یا ہنسک نہیں ہے وہ محبت کا طریق ہے۔ پریم کا مارگ ہے۔ اہنسا کا پنتھ ہے اُسکا یوگ آسان سریع العمل اور سریع التاثیر ہے۔ عورت مرد بوڑھے جوان سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ اس یوگ کے سادھن کے لئے صرف چھ مہینہ کی ضرورت ہے۔ ادھکاری کا کام صرف اتنے ہی میں بنجاتا ہے اور میں ہر پہلو سے اُسے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔"

سوال:- "فلسفہ کی نظر سے وہ ادویت واد، دویت واد یا دویتا دویت واد ہے؟"

جواب:- "وہ سب کچھ ہے اور سب سے نیارا ہے اگر رادھا سوامی پنتھ کو سمجھنا چاہو تو کبیر صاحب کے اس دوہے کا خیال رکھو۔

نوٹ:- جو لوگ چھ ماہ میں ابھیاس کر کے سارے منازل ختم کرنا چاہتے ہیں وہ راز سے کر سادھن میں لگ جائیں۔ ایک ہفتہ کے اندر ہی انھیں ستا کا تماشا ہوگا۔ جو دور دراز فاصلہ کی وجہ سے نہیں آسکتے وہ بذریعہ خط و کتابت ترکیب حاصل کر سکتے ہیں۔ رائے مہرتی لال مجھ سے اجازت لیکر ترکیب بھیجدیں گے۔ شیو

جنوری ۱۹۸۱ء

"ایک کہوں تو ہے نہیں دوجا کہوں تو گار
جیسا ہے تیسا رہے کہیں کبیر وچار"

معرفت کی چٹکیاں

(۱)

واقع تاریخ ۳۰ جون سنہ ۱۹۳۷ء کو پوجیہ مہرشی جی مہاراج ست سنگیوں کے ساتھ موضع شیر پور پنڈرا تشریف لے گئے تھے منجملہ دیگر ست سنگیان کے جناب بھائی تمیسر پرشاد و بابو راما شنکر لال صاحبان بھی ہمراہ تھے۔

بابو راما شنکر لال صاحب پوسٹل کلرک گورکھپور نے حضور مہاراج سے عرض کیا۔ کیا وجہ ہے کہ نیک اور ایماندار آدمی تکلیف میں رہتے ہیں۔ بدکار اور بدکردار آدمی خوش نظر آتے ہیں؟

آپ نے جواب میں فرمایا۔" جو نیک ہیں ان کے ساتھ بدی چمٹی رہتی ہے نیکی اور بدی کا ساتھ ہے۔ جہاں روشنی ہوگی وہاں نیچے تاریکی رہیگی۔ چراغ کے تلے ہمیشہ اندھیرا رہتا ہے۔ جنھیں تم نیک سمجھ رہے ہو وہ اصل میں بدی سے خالی نہیں ہیں۔ انکی زندگی متضاد ہوتی ہے ان میں نیکی اور بدی کی تمیز کا مادہ ہے اسواسطے وہ سچے معنی میں ضدین کی دنیا کے رہنے والے ہیں

ضدین میں ہمیشہ دکھ ہی دکھ رہتا ہے۔ اگر وہ دکھی رہتے ہیں تو
مجھے تو کوئی حیرت نہیں ہے کیونکہ دکھ ایسے آدمیوں کی قسمت
میں ہوتا ہے۔ اگر دکھ چاہے بھی تو کہاں جائے! وہ تو ہمیشہ
ان سے چمٹا ہی رہیگا۔

نیک کے دل میں بدی رہتی ہے جب
کس طرح دکھ سے بچیگا آپ تب
روشنی کے نیچے سایہ ہے مدام
جب صبح ہے شام کا ہے اہتمام
ہے جہاں دن ساتھ اسکے رات ہے
لاکھوں باتوں میں یہ سچی بات ہے"

(۲)

بابو راما شنکر جی بولے "میں نیک ہوں ایماندار بننے کی کوشش
کرتا ہوں میں دکھی رہتا ہوں مجھے بدی اور بے ایمانی سے نفرت ہے
اسمیں کیا راز ہے؟"

آپ نے جواب دیا "جواب تو میں دے چکا۔ جو شخص نیک ہو کر
بدی سے نفرت کرتا ہے یا ایماندار ہو کر بے ایمانی کی طرف سے جسے
کدورت رہتی ہے میں اسے نہ نیک کہتا ہوں نہ ایماندار۔ جو بدی
سے نفرت کرتا ہے وہ بدی کا دشمن ہے اور تم جانتے ہو جسے کسی کے
ساتھ دشمنی ہوتی ہے اسکا کیا حال ہوتا ہے! نفرت عداوت کا دوسرا

نام ہے۔ دشمن ہمیشہ داؤں پیچ کھیلتا رہتا ہے اسلئے ہم کو پریشانی رہتی ہے اور ہونی بھی چاہئیے۔

جسمیں نفرت ہے وہ رغبت سے ہے دور
ہے کدورت اور نفرت میں فتور
جب تمھیں نفرت ہوئی دشمن سبے
دشمنی سے کیسے پھر راحت ملے"

(۳۷)

بابو راماشنکر صاحب نے کہا "آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آتی ہیں نیک بنکر تو دکھی رہتا ہوں اور دوسرا بد بنکر خوش رہتا ہے اسمیں کیا راز ہے؟ کیا رمز ہے؟"

آپ نے جواب دیا "بدکار اتنا برا نہیں ہے جتنا بدی سے نفرت کرنے والا نکو کار ہے۔ جیسے تم بد سمجھتے ہو وہ اپنی بدی میں اس طرح مستغرق رہتا ہے کہ اسکے دل میں نیکی کا خیال تک نہیں پیدا ہوتا۔ وہ جو کام کرتا ہوا چلا آتا ہے ممکن ہے کہ وہ اس بدکام کو بد سمجھکر نہ کرتا ہو جیسے تم بد سمجھتے ہو اسلئے نسبتًا تمھارے مقابلہ میں اسے خوشی ہوگی اور اسکی دنیاوی حالت بھی تم سے بہتر ہوگی۔ تم چاہے لاکھ نیک ہو لاکھ نیک بننے کی کوشش کرتے رہتے ہو میں تمھاری تردید نہیں کرتا لیکن تمھارے دل کے اندر مختلف قسم کے تو ہمات کی جڑ موجود ہے۔ تم میں پس و پیش ہے تم ...

اِس شعر کا مطلب ذہن نشین کر لو اور یہ معمہ دم کے دم میں حل ہو جائیگا۔"

(۷)

بابو راما شنکر صاحب بولے "کس طرح؟"

آپ نے سمجھایا "نیکی کر اور دریا میں ڈال۔ اگر دراصل کوئی نیک ہو تو ہمیشہ اُسکا نیک خیال ہو۔ ہم جسے نیکی سمجھ کر نیکی کرتے ہو وہ نیکی نہیں ہے بلکہ وہ زہر کے ساتھ ملا ہوا آبِ حیات ہے جہاں نیکی ہو وہاں معاوضہ طلبی احسان طلبی اور شکریہ طلبی کا ذرا بھی گمان نہ ہو۔ جسمیں نیکی ہو اُسکا فرض صرف نیک کام کر گذرنا ہے اور بس! نیکی کمال ہے بدی نقص ہے۔ اُس نقص کی طرف سے مُنھ موڑ کر کمال سے اپنا رشتہ جوڑو اور وہ رشتہ اِس قسم کا ہو کہ دوسروں کے نقایص کی طرف کبھی التفات نہ ہو۔ یہ نیکی کا کمال ہے۔ سنو:-

ایک شخص سڑک پر چلا جاتا تھا اُسکے پاؤں میں ببول کا کانٹا گڑ کر ٹوٹ گیا اُسے تکلیف ہوئی۔ ایسی حالت میں اُس نے ایک ثابت کانٹا لے لیا اُسکی مدد سے اُس ٹوٹے ہوئے کانٹے کو باہر نکال کر پھینک دیا اور ساتھ ہی ثابت کانٹے کو بھی الگ کر دیا اب اُسے آرام ہو گیا وہ سکھی ہو گیا۔ ثابت کانٹا یہاں کمال ہے اور ٹوٹا ہوا کانٹا نقص ہے۔" نقص نام ہے قلت اور کمی کا اور کمال نام ہے مکمل ہونے اور پورے ہونے کا۔ کامل شخص میں قلت پسندی نقص پسندی اور عیب پسندی نہیں ہوتی

جو شخص عیب بیں کوتاہ بیں اور بدبیں ہے وہ خوف گیر بدگیر اور کوتاہ گیر ہے۔ ان نقائص کو تم چاہے بھلے ہی نیکی کہو مگر ایسی نیکی کو میں نیکی نہیں کہتا۔ میری سمجھ میں نیک انسان وہ ہے جو خطا پوش، عیب پوش اور پردہ پوش ہو۔ اس میں رحم کرم کی عادت ہو۔ نور کا کام ہے ہر شے کو روشنی میں لانا اور تاریک پردہ کا کام ہے روشنی کو ڈھک دینا۔ جس شخص میں دونوں باتیں ہوں وہ پھر بھی ادھورے کا ادھورا ہی ہے پورا نہیں ہے۔ ہاں! میں یہ بیشک کہوں گا کہ اسکے اندر نیکی اور بدی دونوں ملی ہوئی ہیں۔ خوف شرم و پس و پیش کے سبب سے نیکی کا کام کرتا تو ہے مگر یہ اس کی نیکی مطلق نیکی نہیں ہے اسکے لیئے اور کوئی نام تجویز کرو۔

بپوش گر بخطائے رسی و طعنہ مزن
کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود

اگر اس طرح کی عادت پڑ جائے تو تم نیک ہو جاؤ گے اور جب مکمل نیکی تمھارے اندر آجائیگی تو تم بدنہ ہو گے۔ جب بدی قطعی دور ہو گئی تو نیکی کی انتہا ہو گئی۔ میں ایسے شخص کو نیک کہتا ہوں وہ میری نظر میں کامل اور باکمال ہے۔ دوسرا شخص مذبذب حالت میں ہے۔ میں اسے نیک نہیں کہتا نہ اس کی نیکی کو نیکی جانتا ہوں۔

یہ بات تمھاری سمجھ میں آئی یا نہیں آئی؟

(۸)

بابو راما شنکر بولے۔ "بات تو سمجھ میں آگئی لیکن میں ڈاک خانہ کا ملازم ہوں۔ میری بڑی ذمہ داری ہے۔ پبلک مجھے ستاتی رہتی ہے اور میں اُن کی بدسلوکیوں کا شاکی رہتا ہوں۔ اگر یہ نہ ستائیں تو شاید مجھے شکایت کا موقع نہ ملے۔"

آپ نے جواب دیا "جسکے اندر ستائے جانے کا مادہ ہے ستایا جائیگا۔ جو ڈرتا ہے ڈرایا جائیگا۔ جسکے اندر بیم و خوف و ہراس ہے وہ بیمار رہیگا۔ یہ ہی بنائی بات ہے۔ تم پوسٹل کلرک ہو۔ تمھارا کام صرف ڈاک خانہ کا کام کرنا ہے۔ پبلک کی خوش سلوکی اور بدسلوکی کی طرف توجہ کرنا تمھارا فرض نہیں ہے جو کام ہو اُسے کر گذرے۔ شکوہ شکایت کی ضرورت نہیں۔ مزاج کے اندر استغنا ہو۔ صرف کام سے کام رکھا جائے۔ اسی عادت کی مشاقی پر زور دیا جائے۔ جب اسکی حد ہو جائیگی نہ کوئی کسیکو ستائیگا نہ کوئی کسی کو دھمکائیگا۔ یہ تمھارے سوالوں کا مختصر مگر واضح جواب ہے۔ اگر اور پوچھتے ہو تو پوچھو سمجھانے کی کوشش کرونگا۔"

بابو راما شنکر جی۔ "اصول ذہن نشین ہو گیا۔ نکتہ باریک ہے مگر سمجھ میں آگیا اب زیادہ تکلیف دینے کی ضرورت نہیں رہی۔"

حضور مہاراج "شکر ہے کہ تم اس اصول کو سمجھ گئے۔ اس اصول کا سمجھ میں آجانا ہی آدھی فتح ہے۔ اب صرف عادت کو بناتے چلو

اور بس چند دنوں کی مشاقی سے تم مجسم نیکی بن جاؤ گے۔"

لکشن وچار

ست سنگی کرے ست کا سنگ — ست کے سنگ نہ ہو چپٹ بھنگ
سادھو وہ جو سادھن کرے — من کو سادھ اسادھن ہرے
ہنس جو کشیر نیر الگاوے — گیان سے اگیان ہٹاوے
سنت جو سمجھے مان اپمان — نج سروپ کا راکھے گیان
آپ ترے اورن کو تارے — شدھ رہے اور کو ساتھ شدھارے
سنت پنتھ کی مہما بھاری — کوئی سمجھے آتم ادھکاری
پرم سنت ستگورو دیال — بھو جل سے لیں جیو نکال
شبد ناد سے جیو چڑھاویں — سہج ہی بھو کے پار لگا دیں
ایسی رہنی جس کی دیکھو — اسے سنت ستگورو تم سمجھو
رادھا سوامی دین سہائی — سادھ سنت کی گتی یوں گائی
ماسے کوئی کوئی چڑھ بویکی — جو نہیں جڑتا ہٹ کا ٹیکی

دس اوتارِ فلاسفی

(۱)

بگاڑ دیں اُس نے لاکھوں صورت بنا بنا کر بنا بنا کر
نرالی صورت بنی بشر کی سجا سجا کر سجا سجا کر
بنی مکمل بشر کی صورت ۔ ملک تھے محو جمالِ حیرت
کیا انھیں اس نے خوب ششدر دکھا دکھا کر دکھا دکھا کر
کمالِ صنعت کا ہے نمونہ بنانے والے کو آفریں ہے
نہیں ہے ثانی کوئی بھی اسکا کہوں گا سب کو سنا سنا کر

بشر بشر ہے بشر بشر ہے بشر بشارت کا ہے خلاصہ
فرشتے کرتے ہیں سجدہ سر کو جھکا جھکا کر جھکا جھکا کر
بشر کی صورت میں رازِ حق ہے بشر کی صورت میں رازِ حق ہے
سناتا ہوں تم کو سِرِّ اکبر ہزاروں نکتے سمجھا سمجھا کر

(۲)

برہما، وشنو، مہیش ہندو مذہب کی ترمورتیاں (تثلیثی شکلیں) ہیں یہی ست (ستوگن) رج (رجوگن) تم (تموگن) ہیں۔ یہی ست چت۔ آنند اور ہستی۔ علم و سرور ہیں۔ یہی اوم، نام سے

آ (ابتدا) و (وسط) اور م (آخر) ہیں یہی بھور۔ بھوہ سوہ (زمین۔ دریا۔ چودہ فلاک الافلاک) ہیں سرشٹی استھتی اور پر لے کا انتظام ان کے تابع اور سپرد ہے۔ برہما پیدا کرتے ہیں۔ وشنو پالتے ہیں اور شیو یا مہیش پرلے کرتے ہیں۔

(۳)

برہما رات دن آفرینش کے کام میں مصروف رہکر طرح طرح کی عجیب و غریب صورتیں نت نئی بنایا کرتے ہیں۔ خیال کیا "ایک ایسی مکمل صورت بنے جو جامع ہو اس سے بہتر کوئی بھی نہ ہو اور قدرت کی تمام صنعت اور حرفت کا کام اسپر ختم کر دیا جائے" ہزاروں شکلیں بنائیں پریشان ہوئے۔ وشنو نے اُن کی پریشانی کی کیفیت دیکھی رحم آیا۔ کہنے لگے "تم کیا چاہتے ہو؟" برہما نے جواب دیا "ایسی مکمل مخلوق بنانا چاہتا ہوں جو جامع ہو۔ اسمیں کسی قسم کی کمی بیشی نہ رہے وہ سب میں اشرف۔ اکمل۔ احسن۔ اجمل۔ اکبر اور افضل ہو۔ قدرت کی تمام صناعی کا اسپر خاتمہ ہو۔"

وشنو جی ہنسے۔

برہما جی اندھیرے میں تجھیں دور کی سوجھی
تاریکی میں بیٹھے ہوئے اب نور کی سوجھی

بہت خوب ! یہ کام تم سے نہ ہو سکیگا میں آپ انسانی جسم کے ہر پرزے پرزے کی صورت بنا بنا کر اُس میں اپنا ظہور کرونگا۔ امتیازی فرق تو رہیگا۔ لیکن وہ کہنے سُننے کے لئے فکر نہ کرو۔ تم کمھار کی طرح اجسام کے برتن بھانڈے بناتے چلو میں اُن میں اوتار لے کر ساری دنیا کو دکھاؤنگا کہ انسان کو کیسا ہونا چاہیئے"

(۴)

یہ کہکر وشنو انتیر دھیان (غائب) ہو گئے اور وشنو لوک (اپنے طبقہ دل) میں بیٹھ کر سوچنے لگے" انسانی پیکر کا کس طرح اہتمام ہو؟ ایک بات سمجھ میں آئی۔ پہلے گنتی کا فن ایجاد ہو۔ اسمیں کسور اعشاریہ کا استعمال ہو۔ اعداد شمار صرف دس رکھے جائیں اور آگے دس دس کو بڑھایا جائے اور مجموعی اور مجملی طور پر انسانی پیکر کی دس صورتیں درجہ وار قائم کر کے بنا دی جائیں تاکہ جو انسان اُن پر غور کریں میری مثال سے فیضیاب ہو کر قدرت کی برکتوں سے مستفیض اور مستفید ہوں۔

(۵)

وشنو نے اس طرح سوچکر سر کے دو ٹکڑے بنائے۔ بیچ سے اُن کو سی دیا اور مچھلی کی شکل میں صرف کھوپڑی بنکر منو کے کمنڈل میں پیدا ہوئے اور شنکھا سُر (گلے کی بیماری) کو مار کر دید

(حرکات تنفس) کا سلسلہ جاری کیا۔ قدرت کا پانی سیلاب کی شکل میں بڑھا مچھلی خوشی سے تیرتی رہی۔ وشنو نے منو (من) سے کہا جو انسان سر میں رہیگا سچی خوشی اُسکے حصہ میں آئیگی "یہ انسانی جسم کا پہلا حصہ ہے یہ بیج ہے جو دماغ سے نکل کر گربھ یعنی حمل میں آتا ہے۔

(۶)

پھر وشنو نے کشتیر ساگر کو متھوا دیا اُسکی جھاگ سے انسانی جسم کا سانچہ کھڑا کیا۔ متھن سے چودہ رتن پانچ کرم پانچ گیان اور چار اندریاں اندریاں نکلیں جو اس سانچہ میں جوڑی گئیں۔ مہشاسر (پیٹ کے بڑے ہونے کی بیماری) آیا وشنو نے اُسے مار دیا۔ کچھوا بنا۔ جھلی میں لپیٹا گیا۔ یہ انسانی جسم ہے۔ جسکی ساخت ماں کے پیٹ میں ہوتی ہے۔ وشنو اسے دیکھ کر خوش ہوئے کہنے لگے "جو اپنے جسم کے اندر ضبط خواہش کرتا رہیگا وہ کچھوے کی شکل میں محفوظ ہو کر پریشانی اور حیرانی سے بچیگا"۔ یہ انسانی پیکر کا دوسرا جز ہوا۔

(۷)

جسم بنا پیٹ کے اندر اسکی ساخت پرداخت ہوئی جسم پرتھوی تھا جو کشیر ساگر میں چھپا تھا۔ ہرناکش نامی دیت (بچہ کے پیٹ سے باہر نکلنے کی رکاوٹ کی بیماری) نے حملہ کیا۔ وشنو نے اُسے مار دیا اور جسم ماں کے پیٹ سے باہر نکل پڑا۔ باہر آنے سے اُسکا نام وراہ

پڑا۔ وشنو دیکھ کر خوش ہوئے کہنے لگے "جو وراہ کی طرح یکسو اور یکرخ رہیگا ہمیشہ خوش رہیگا" یہ انسانی پیکر کا تیسرا جز تھا جو کسر اعشاریہ کے زیر اثر تیار ہوا۔

(۸)

جسم پیٹ سے باہر آیا۔ چاروں پاؤں سے بچہ چلنے لگا اسکا نام نرسنگھ (انسانی اور حیوانی صورت کا مجموعہ یعنی سر آدمی کا اور جسم چوپایہ کا) ہوا۔ پرہلاد (پر प्र = پہلے اور ہلاد ह्लाद خوشی) اسکی خاصیت تھی۔ ہرن کشیپو (ہرنیہ हिरण्य = سونا اور کشیپو कशिपु = لباس یعنی ماں کی لباس پرستی کے مرض) کا حملہ دیکھ کر وشنو نے اسکو ہلاک کیا اور چھاتی پر چڑھکر اس کے خون (دودھ) کو پیا۔ ماں بچے کی پرورش کرے لباس پوشاک کا خیال اسپر قربان ہو۔ وشنو اسکو دیکھ کر کہنے لگے "بچوں میں صرف اپنی خوشی کا دھیان رہے۔ ماں کبھی اس کی خوشی میں مزاحم نہ ہو تب وہ تندرست اور خوش رہیگا"

یہ چار اوتار ست جگ کے ہوئے دھیان کی طاقت اس کا دھرم ہے اس اوتار میں دھیان کے چاروں پاؤں قائم رہتے ہیں اور اس جگ میں سوائے دھیان کے اور کچھ نہیں رہتا۔

ست یگ کے بعد تریتا یگ کا دور آیا۔ ست کی مراد ہے کمل اور تریتا کی مراد ہے ترے یعنی حفاظت۔ اس یگ میں خود حفظی کا خیال ہوتا ہے۔

(۹)

اب وشنو نے وامن (چھوٹے انسان) کی شکل اختیار کی بلی (مغرور دان دینے والے) کو چھلا۔ فریب دیا۔ اس کے غرور کو خاک میں ملایا۔ تین قدم پرتھوی مانگی آسمان زمین اور درمیانی طبقہ کو ماپ لیا۔ بچے بچپن میں بلی یعنی باپ سے مانگتے ہیں اسکی گردن پر سوار ہو کر اس کی آبرو کا پاس نہیں کرتے بلی (بل کا ہٹ) اس حالت کا دشمن ہے جسے وشنو نے زیر کیا۔ مانگنا گیہ ہے اسکی ہدایت گورو یوں کرتا ہے۔

"اوم بھور بھوو سوہ
تت سوتر ورنیم
بھرگو دیوسیہ دھی مہی
دھیو یونہ پرچودیات"

ترجمہ یہ ہے "اوم کہتے ہوئے آکاس پرتھوی اور انترکش کا خیال نہ رہے۔ قابل رغبت سورج سامنے ہو اسکا اثر دل میں سرایت کر جائے اور وہ عقل کا محرک بنے"

یہ گیہ کا پہلا مرحلہ ہے۔ وشنو اس انسانی وجود کی صورت کو دیکھکر

خوش ہوئے بولے۔ "جو بچہ مانگ جانچ کر ساوتری کا گیہ کریگا۔ موٹا تازہ باصحت رہیگا۔ اسکی حفاظت اس تدبیر سے ہو گی"۔

(۱۰)

وامن (باونا۔ یا چھوٹا انسان) بڈھا باپ نے حکم دیا ماں کا سر کاٹ دے مراد یہ ہے ماں کی گود کو چھوڑ کر گورو کے پاس چلا جا" اسکا نام پرسرام ہوا۔ یہ برہمہ چریہ ہے اسکا دشمن سہسر باہو (ہزاروں ہاتھوں والا جسمانی دل) ہے اس نے اُسے مارا۔ کشتری (کشتیر) جسم کے جذبات کو کہتے ہیں اُنکو اکیس برس تک مارتا رہا۔ تب گورو کی تعلیم سے فیضیاب ہوا۔ وشنو نے دیکھا خوش ہو کر کہنے لگے "جو لڑکا پڑھتا لکھتا اور ایسے کام میں لگا رہتا ہے خوش اور طاقتور رہتا ہے" یہ انسانی وجود کا چھٹا جز ہے۔ برہمہ چریہ یگیہ کی دوسری انسانی صورت ہے۔

(۱۱)

برہمہ چریہ ختم ہوا۔ وشنو نے رام کی صورت میں ظہور کیا۔ ان کا دشمن راون ہے۔ جو رج یعنی رجوگن ہے۔ رجوگن کو جو شخص زیر کرے صرف وہی دھیان دھرم کی مریاد اکو قائم رکھ سکتا ہے دوسرے سے اس کا امکان محال ہے باپ۔ بھائی۔ دوست۔ دشمن راج۔ کاج کے ساتھ خوش سلوک رہنا یہ گرہست دھرم کی مریادا ہے جس کی تطہیر وشنو کے رام اوتار نے دکھائی ہے۔ رجوگن

راون کو مار کر رام نے اجودھیا میں راج کیا۔ وشنو نے دیکھا خوش ہو کر کہنے لگے "جو رجوگن کو زیر رکھیگا امن کی خوشی معدوم نہ ہوگی اور یہ زندگی یگیہ کی تیسری صورت ہوگی"!

تریتا یگ ختم! اسکے تین اوتار ختم! اس میں دھیان کی ایک ٹانگ ٹوٹ جاتی ہے وہ کمی یگیہ سے پوری کی جاتی ہے۔

تریتا یگ گیا۔ دواپر آیا دھیان کی دو ٹانگیں ٹوٹیں۔ چت شکتی کی دو ٹانگیں جڑیں۔ ست اور چت برابر ہوے جد و جہد اور کشمکش زیادہ بڑھی۔ اسی وجہ سے اسکے صرف دو اوتار کرشن اور بدھ ہیں۔

(۱۲)

وشنو نے اب کرشن کی شکل میں وسودیو اور دیوکی کے گھر جنم لیا۔ نند اور جسودا کے یہاں پلے۔ ان کے دشمن کنس (اگیان) ششوپال (بچوں کے پالن پوشن) بکاسر (ٹیڑھا راستہ) وغیرہ ہیں۔ کرشن نے ان سب کو مارا۔ یہ گرہستی ہوتے ہوے ون پرست تھے۔ بے پروائی اور استغنا کی زندگی تھی۔

نہ کسی سے تھا تعلق نہ کسی سے تھی غرض | دین و دنیا کے لیے وہ علائق سے مرض
زندگی پاک تھی اور پاکی میں وہ پاک بنی | فکر و غم درد سے اور رنج سے پاک بنی

چاہے حالت ہو کوئی دل کی خوشی ہو یا غم
زندگی اصلی ملی پھر کبھی کا دُور نہ ہو
مرغ آبی کی طرح پانی میں غوطے مارا
جسم ہے پاک کبھی تر نہیں ہوتا سا

کرشن کی زندگی ایسی ہے اسے خوب پڑھو
اس میں نکتے ہیں جو عرفان کے اُن کو سمجھو

وشنو نے دیکھا کہنے لگے "جو اس طرح با ہمہ اور بے ہمہ زندگی بسر کریگا وہ انسان خوش رہیگا"
اس یُگ کا دھرم صرف مورتی پوجا ہے۔

(۱۴)

کرشن کے بعد وشنو نے بدھ کی صورت میں اپنا ظہور کیا۔ اگیان۔ دکھ۔ ضعیفی۔ بیماری۔ ملنا جلنا سب سے نفرت ہو گئی۔ چونکہ یہ اندریوں کے زیر اثر پیدا ہوتے ہیں بدھ نے انھیں مغلوب کیا۔ راج پاٹ مال دولت سب کو ترک کر کے اندر دمن یعنی اندریوں کا دمن کر کے گیان اور نروان کی کیفیت حاصل کی اور سنیاس دھرم کی نظیر قائم کر کے تارک الدنیا ہوئے۔
وشنو نے دیکھا خوش ہوئے کہنے لگے "انسانیت ہو تو ایسی ہو جو آخر عمر میں سب کو ترک کر دیتا ہے وہ سنیاسی ہے۔ خوش رہتا ہے جو گھر بار میں پھنسا رہتا ہے۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اور وہ کتے کی موت مرتا ہے"

دوا پر کا دھرم مورتی پوجا ہے دو ٹوٹی ہوئی ٹانگ کی کمی مورتی سے پوری کی جاتی ہے۔ بدھی (عقل) حرف پر چڑھتی ہے حرف۔ آواز۔ جملہ۔ سب کی مورتی بنتی ہے۔ وید (گیان) مورتی ان ہو کر کتاب بند۔ حرف بند۔ سطر بند اور مسطر بند ہو جاتا ہے اوم کی شکل حرفوں کی مورتی میں دکھائی جاتی ہے۔ خط کتابت کی مورتیوں میں دور دور خیالی پیغاموں کی دھاریں بھیجی جاتی ہیں۔ تار بے تار کی خبر رسانی۔ ریل مشین۔ کل۔ بے شمار آلے سب مورتی ہیں۔ ان کی کثرت ہوتی ہے۔

عقل آئی اس کی تیزی بڑھ گئی	عقل میں رہتی ہے سب کی دل لگی
عقل ہے پُرپیچ وبا فتنہ فساد	مورتی پوجا کرو تب دل ہو شاد

(۴۱)

اب کلجگ آیا دھیان کی تین ٹانگیں ٹوٹیں صرف ایک ٹانگ رہ گئی۔ پاپ بڑھ گیا۔ شور مچ گیا۔ دکھ اور مصیبتیں بڑھ گئیں۔ ملک ملک کا دشمن! ہمسایہ ہمسایہ کا دشمن! بھائی بھائی کا رقیب! مرد عورت میں ان بن۔ باپ بیٹے میں عداوت!

کلجگ کا پاپ کیا ہے؟ خود غرضی۔ عقل فتنہ گر سب کو خود غرض بنا دیتی ہے۔

عقل آئی بڑھ گیا فتنہ فساد	اب نہیں کوئی رہا خوش نیک زاد
باغرض اور خود غرض دنیا ہوئی	یہ بڑھی جب عقل انساں کی بڑھی

عاقل و عالم ہوئے جب با غرض ابر ھ گیا خود غرضی کا خود ہی مرض

ایسی حالت میں دھرم کی تین ٹانگوں کی کمی کیسے پوری ہو ؟ وشنو کلکی اوتار دھارن کرینگے۔ ان کا دشمن کالنجر دیت (جرا۔ بوڑھاپا) ہے اُسے مارینگے۔ نام لینے کی بدھی اور ترکیب سکھائینگے دنیا کا تختہ اُلٹ جائیگا۔ نام کا پرتاب حالت بدل دیگا اور وشنو اسے دیکھ کر خوش ہونگے۔ اور از سر نو پھر ست جگ کا دور آجائیگا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔

(۱۵)

ست یگ کا دھرم دھیان (خیال) ہے
تریتا کا دھرم یگیہ ہے
دواپر کا دھرم مورتی پوجا ہے
کلی یگ کا دھرم نام ہے

اسی خیال کو گوسائیں تلسی داس جی نے اپنی لافانی تصنیف رامائن میں اس طرح لکھا ہے۔

دھیان ۱ پرتھم جگ مکھ ۲ جگ دوجے
دواپر پری توشت ۳ پربھو پوجے
کلی کیول یک نام ۴ ادھارا
ستر تی پوران ۵ سنت مت سارا

نوٹ (۱ = پہلا) (۲ = یگیہ) (۳ = مورتی پوجا) (۴ = نام کا سمرن (۵ = وید مقدس)

کلی یگ میں صرف نام کی مہما ہے نام لو اور خوش رہو گے۔ غصہ سے لو۔ کاہلی سے لو۔ اعتقاد سے لو۔ بے اعتقادی سے لو۔ غرضیکہ کسی طرح سے لو۔ دکھ درد دور رہوں گے۔ رنج و غم کافور ہوں گے اور ہر نام لینے والے کو ست جگ کی خوشی کی حالت اسی زندگی میں حاصل ہوگی۔

(۱۶)

اس طرح وشنو نے انسان کے کمال کا نظارہ اپنے اوتار کی مثال سے دکھایا۔

اوتار دس ہیں۔ شمار کے اعداد دس ہیں۔ لوک لوکانتر دس ہیں اور ان سب کا انحصار صرف کسور اعشاریہ کی بنیاد پر ہے۔ جس کی جمع تفریق۔ ضرب۔ تقسیم دس دس پر ہے۔

جس دماغ نے یہ کسور اعشاریہ ایجاد کیا وہ بلا کا دماغ رہا ہوگا۔ اسی پر تمام حکمت۔ فلسفہ۔ سائنس۔ نجوم وغیرہ کی بنیاد ہے۔ یہ نہ ہوتا تو ان سب کا دنیا میں پتہ بھی نہ ہوتا۔

اگر ہندو دماغ سے اسکی ایجاد ہوئی ہے تو اس نے محض اس ایک علم سے دنیا پر کمال احسان کیا اور علموں کا تو کہنا ہی کیا ہے!

اقوالِ زرّیں

(۱) انسان کے لئے یہ شرمناک فعل ہے کہ بے پروائی کی وجہ سے وہ قبل از وقت بوڑھا ہو جائے اور یہ نہ دیکھ سکے کہ اگر اُسکا جسم صحیح و سالم رہتا تو وہ کیا کچھ نہ بنجاتا۔ (سقراط)

(۲) عمدہ صحت وہ ہے جو رات کو میٹھی نیند سُلاتی ہے اور صبح کو بستروں پر سے خوش خوش اُٹھاتی ہے۔ انسان کو خوبصورت اور بشاش بناتی ہے۔

(۳) عمدہ صحت وہ ہے جس کی بدولت دماغی قدرتی عطیات نشوونما پاتے اور بڑھتے ہوئے عرصہ دراز تک قائم رہتے ہیں۔

(۴) عمدہ صحت وہ ہے جس کی برکت سے جیو آتما اس کالبد خاکی میں خوش اور مسرور رہتا ہو آنکھوں کے دریچوں سے اپنی مسرّت اور خوشی کا اظہار کرتا ہے۔

(۵) عمدہ صحت قدرت کا بہترین عطیہ اس رُوئے زمین پر ہے۔ (لقمان)

(۶) بغیر صحت کی زندگی سے مرجانا ہزار درجہ بہتر اور خوشتر ہے۔ (فیثا غورث)

۱۱... وزر دولت، ثروت، عزت اور حکومت

حاصل کرنے کا پہلا زینہ تندرستی ہے۔ (ارسطو)

(۸) صحیح الجسم انسان کو تنگدستی نہیں ستاتی اور نہ ہی افلاس اُس پر حملہ کر سکتا ہے۔ وہ تمام آنے والے مصائب کا مقابلہ کر کے اُن پر غالب آجاتا ہے کیونکہ طاقت، ہمت، ثابت قدمی اور مضبوط قوت ارادی اس کی محکوم ہوتی ہیں۔ (جالینوس)

(۹) صحت اور تندرستی سے خوشی اور دولت دونوں ہی ہاتھ آسکتی ہیں۔ (بوعلی سینا)

(۱۰) عمدہ صحت بیش بہا نعمت ہے اسے قائم رکھو اور اس کی قدر کرنا سیکھو۔ (افلاطون)

(۱۱) صحیح الجثہ غریب انسان مریض بادشاہ سے بدرجہا اچھا ہے۔ (حکیم حسین الخازن)

(۱۲) صحت روح کو شگفتہ کرتی ہے۔ تندرست شخص کسی کا محتاج نہیں ہوتا جسے تندرستی حاصل نہیں ہے وہ محتاج ترین شخص ہے۔ (ڈاکٹر سیرو)

(۱۳) زندگی کے جملہ مقاصد کو خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دینے کے لئے تندرستی ایک زبردست آلہ ہے (ڈاکٹر بریوئی)

(۱۴) سب سے اعلیٰ درجہ کی دولت تندرستی ہے۔ جسے تندرستی حاصل ہے وہ بادشاہوں سے کہیں زیادہ خوش اور اقبال مند ہے۔ (۔۔۔)

(۱۵) دولت، عزت، حکومت، خوشی یہ سب تندرستی کے مختلف نام ہیں۔ (اسپنگر)

(۱۶) عقلمند دشمن بیوقوف دوست سے کہیں بہتر ہے۔ (بزرجمہر)

(۱۷) کم بولنے والا اکثر خطرات سے محفوظ رہتا ہے۔ (ولسن)

(۱۸) جس شخص کی صحت درست ہے اور قوت ارادی پختہ ہے وہ دنیا کو فتح کر سکتا ہے۔ (سکندر)

(۱۹) جو شخص ظرافت اور مذاق کا خوگر نہیں وہ دل کا کھوٹا ہوتا ہے۔ اعلیٰ انسان کی پہچان یہ ہے کہ اُس کے کلام یا تحریر میں کسی موقع پر زندہ دلی اور پاکیزہ ظرافت بھی ہو۔ (کارلائل)

(۲۰) عقلمند کا منہ اُس کے دل میں ہے اور بیوقوف کا دل اُس کے منہ میں۔ (سالومن)

(۲۱) تلوار اور تیر کا گھاؤ بھر جاتا ہے مگر زبان کا زخم ہمیشہ ہرا رہتا ہے۔ (حضرت علیؓ)

(۲۲) یا تو چپ رہو یا ایسی بات کہو جو چپ رہنے سے افضل ہو۔ (فیثاغورث)

(۲۳) شیریں کلامی سے آدمی ظالم سے ظالم بادشاہ کے دل پر بھی اپنا سکہ جما لیتا ہے۔ (واشنگٹن)

جین رامائن

(۱) تمہید

ہندوؤں کے مقابلہ میں جینیوں کا مذہب بھی آج صرف زیادہ مہذب اور با اخلاق ہے۔ بلکہ اُن کے پُرانوں کے بیانات بھی ایک خاص قسم کی تہذیب کا نقشہ پیش کرتے ہیں۔ ان کے اندر اسقدر خلاف قیاس امور نہیں ہیں جسقدر والمیکی رامائن یا اُس کے مقلد دوسری رامائن لکھنے والوں کے واقعات میں پائے جاتے ہیں۔ اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جین دھرم ہندو تواریخ کے سلسلہ کی زیادہ مہذب اور خوبصورت کڑی ہے۔ اور چاہے ہندو لاکھ اُس سے نفرت دلائیں اور بغض و عناد رکھیں۔ لیکن جہاں کہیں اور جب کبھی انصافانہ مقابلہ کا موقع نصیب ہوتا ہے۔ سمجھنے والا سمجھ ہی جاتا ہے کہ جینیوں کے ساتھ ہندوؤں کی مخالفت صرف بغض للّٰہی ہے۔ اِس کا سبب بھی ہے۔ جین دھرم کے تمام اچاریہ شروع سے آخر تک کشتری ہی رہے ہیں۔ براہمن ایک بھی نہیں ہوا۔ کشتریوں سے بہتر اور آزاد خیال معلم براہمنوں میں پیدا نہیں ہوئے۔ یہ سبب باہمی رقابت کا ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہندوؤں کو بھی رام، کرشن اور بدھ جیسی ممتا[illegible] کو اوتار

میں شامل کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی۔ برہمن اوتاروں میں اُن کے پایہ کے ایک بھی نظر نہیں آتے۔ جس کا جی چاہے پرسرام جی وغیرہ کے ساتھ ان کا مقابلہ کر دیکھے۔

جین دھرم کی بنا رشبھ دیوجی سے ہوئی ہے۔ وہ اکشواکو نسل کے کشتری تھے۔ اُن کا لڑکا بھرتھ تمام ہندوستان کا مہاراجہ تھا اور اس کی وسیع اور عظیم سلطنت کی نظر سے یہ ملک بھارت کہلاتا ہے رشبھ دیوجی کو بھی ہندوؤں نے اپنا اوتار تسلیم کیا ہے۔ لیکن دس خاص اوتاروں میں شامل نہیں کیا۔ اس بزرگ کا ایک اہنسا (محبت) کا اصول ہی اعلیٰ انسانی تہذیب کا زبردست معیار ہے۔ اس کے سوا اِس مقدّس آپ معلّم نے جو اصول زندگی قائم کئے ہیں وہ باون تولہ پاؤ رتی جچے تلے اور کھرے معلوم ہوئے ہیں۔ رشبھ دیوجی کے زمانہ میں کئی کشتری نسل کے راجے اس ملک کے حاکم تھے۔ مثلاً اکشواکو بنش۔ کورو بنس۔ ہری وانش۔ اُگر بنش۔ ناتھ بنش۔ جینیوں کے چوبیس تیرتھنکر پانچوں شاہی نسل سے تھے۔

رشبھ دیوجی نے جب سلطنت اپنے لڑکوں کے درمیان تقسیم کی نامی اور ونامی دو راجکماروں نے وندھیاچل پربت کے اس طرف اپنی سلطنت قائم کی۔ ان کی اولاد وِدّیا دھر کہلائی اور اُس نے خاص طور پر گپت روحانی علوم کی طرف توجہ کی۔ جو اُس کے

عروج کا باعث ہوئی۔ انھیں کی اولاد میں لنکا کا راون ہوا ہے جسے زبردستی براہمن کہا جاتا ہے۔ یہ عالم، عاقل اور آکلٹ سائنس کا ماہر تھا۔ براہمن اُسے سام وید کا ٹیکا کار بتاتے ہیں جو بالکل روایت ہی روایت ہے۔ اِن وِدّیا دھروں کی شادیاں اکثر اکشواکو نسل کی لڑکیوں اور لڑکوں کے ساتھ ہوتی رہی ہیں اور یہ وِدّیا دھر کئی نسلوں میں تقسیم ہوئے۔ اُن کی ایک شاخ کشکندھا (میسور اور دوسرے دکن کے علاقوں) میں موجود تھی۔ جن میں سے بالی، سُگریو اور ہنومان جی ممتاز شخصیتیں ہیں اور یہ بھی اُن وِدّیاؤں سے واقف تھے۔ جن پر وِدّیا دھروں کو ناز تھا۔ ان کے جھنڈوں پر بندروں کے نشان بنے رہتے تھے۔ اور اسی کی رعایت سے وہ بندر اور بندر کی قوم کہلاتے تھے۔ اب بھی اکثر راجاؤں کے جھنڈوں پر مچھلی، ریچھ، عقاب، شیر وغیرہ کے نشانات بنائے جاتے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی اِن نشانوں کی وجہ سے ان نشاندار وں کی قومیں انھیں کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔ جیسے انگلینڈ شیر۔ فرانس عقاب۔ اور روس ریچھ کہلاتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس راون کے جھنڈے کا نشان راکشش اور اکشوکو بنش کا نشان سورج ہے۔ راون اور کشکندھا والے جینی تھے۔ جس کی وجہ سے ہندو اُن کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہو رہے تھے۔

اس مختصر تمہید کے بعد جو جینیوں کے مہاپورانوں سے لی گئی ہے۔ اب جینی رامائن کے حالات سُنئے۔

(۲) رام اور سیتا

دشرتھ بنارس کے راجہ تھے۔ اجودھیا کی سلطنت خالی تھی۔ کیونکہ سگر کی اولاد مرچکی تھی۔ رعایا نے دشرتھ کو بلایا اور وہ اجودھیا کے راجہ ہوئے اُن کے دو لڑکے رام اور لکشمن تھے کیکئی اُن کی دوسری رانی تھی۔ یہ سب جینی تھے اسوقت متھلا میں ایک نہایت طاقتور راجہ تھا۔ جسکا نام جنک تھا۔ یہ جینی نہیں تھا اور یگیہ کا حامی تھا اور رہری ونش نسل سے تھا۔ اس کا ذکر اکثر اپنشدوں میں بھی آیا ہے۔ سیتا اُس کی لڑکی نہیں تھی۔ بلکہ پالک تھی۔ اس نے ویدوں کے مطابق یگیہ کرانا چاہا۔ رام اور لکشمن طاقتور راجکمار مشہور تھے۔ دونوں کو بلا بھیجا۔ بحث ہوئی کہ یگیہ میں جینی راجکمار جائیں یا نہ جائیں کیونکہ جین دھرم شروع ہی سے جانوروں کی قربانی کے خلاف تھا۔ بحث مباحثہ کے بعد جانا طے ہوا۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ رام اگر سیتا کو بیاہ لائیں گے تو دشرتھ کی سلطنت مضبوط ہو جائیگی اور ایسا ہی ہوا۔ رام کو دلیر اور شہ زور پاکر سیتا نے سویمبر میں انھیں کو اپنا بر منتخب کیا۔ یہ شادی کر کے اجودھیا واپس آئے۔ اس شادی کے بعد دشرتھ نے رام کو بنارس کا راجہ مقرر کیا۔

(۴۳) راون اور سیتا

راون کی رانی مندودری تھی۔ اُس کے پیٹ سے سیتا پیدا ہوئی۔ نجومیوں نے بتایا کہ یہ لڑکی لنکا کی بربادی کا باعث ہوگی۔ راون نے سیتا کو ایک صندوق میں بند کیا اور اُسے اپنے آدمیوں کے ذریعہ متھلا دیس میں کسی جگہ چھوڑ آنے کو کہا۔ آدمیوں نے ایسا ہی کیا۔ جنک نے ہل جوتتے وقت ایک صندوق دیکھا۔ صندوق کھولا گیا اُس میں ایک نہایت حسین لڑکی ملی۔ اُس نے اُسے اپنی پالک لڑکی قرار دی۔ سیتا نام رکھا کیونکہ وہ ہل جوتتے وقت ملی تھی۔ راون کو یہ حال نہیں معلوم ہوا سیتا کی طرف سے بالکل ناواقف تھا۔ اُس نے سمجھا بلا ٹل گئی اور سیتا اس طرح مرجائے گی۔ لیکن ہونے والی بات ہوکر رہتی ہے اسی سیتا کی وجہ سے راون کی بربادی ہوئی۔ سیتا کو بھی علم نہیں تھا کہ وہ راون کی لڑکی ہے۔

(۴۴) بنا مخاصمت

ایک دن رام دربار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ نارد جی آئے۔ رام کی توجہ سیتا کی طرف تھی۔ نارد کو بُرا لگا۔ سمجھا کہ میری ہتک ہوئی ہے اور اس ہتک کا باعث سیتا ہے اِن دونوں کو سزا ملنی چاہیے۔

یہ سوچ کر وہ لنکا گئے ۔ راون حُسن پرست اور عیش پسند تھا۔ نارد نے اُس کے اِس سفلی جذبہ کو بھڑکایا اور اُس سے کہا۔ "دُنیا میں سیتا سے بڑھ کر کوئی حسین عورت نہیں ہے وہ تیرے ہی قابل ہے"۔ راون نے وزیروں سے رائے لی۔ سب نے اس کی مخالفت کی اور پرائی عورت کے خیال کو قابل نفرت قرار دیا۔ لیکن راون کو صبر کہاں ! اُس نے اپنے دوسرے وِدّیا دھر منتری ماریچ کو ساتھ لیا۔ یہ دونوں گپت وِدّیا کے ماہر تھے اور اُس کی مدد سے جیسی صورت چاہتے تھے بنا کر دکھا دیتے تھے موجودہ ہپنوٹزم اسی وِدّیا کی چھوٹی شاخ کہی جا سکتی ہے۔

رام اسوقت بنارس سے نکلکر بسنت کال منانے کے لئے جنگل میں آئے ہوئے تھے۔ ماریچ طلائی ہرن کی صورت میں نمودار ہوا۔ سیتا نے اُس کے پکڑنے کی درخواست کی۔ رام تیر کمان لے کر نکلے۔ سیتا اکیلی تھی۔ راون رام کی صورت بنا کر آیا۔ اُس نے سیتا سے کہا۔ "ہرن گرفتار ہو کر بنارس بھیجا گیا" اور اُس نے سیتا کو اپنے ہوائی تخت پر بٹھایا۔ جو رام کے پاس بھی موجود تھا اور اُسے لنکا کی طرف لے اُڑا۔ سیتا کو بہت دیر بعد اِس دھوکے کا پتہ لگا۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ لنکا میں آئی۔ راون نے اُسے رانی بنانا چاہا۔ سیتا نے اُسے سخت سست کہا۔ را... انتقام کا خوف دلایا اور وہاں نظر بند کر دی گئی۔

(۵) سیتا اور مندودری

راون کی عورتوں نے سیتا کو سمجھایا کہ راون کی رانی بن کر رہے۔ اس نے انکار کیا۔ ایک دن مندودری سیتا کو دیکھنے آئی۔ مادری محبت نے جوش مارا۔ لیکن اُسے کیا خبر تھی کہ یہ اُسی کی لڑکی ہے۔ محبت سے اُسے سمجھایا فاقہ کشی سے باز رکھا اور خیال دلایا کہ رام ضرور اُسے چھڑانے آئیں گے۔ تب سیتا نے فاقہ کشی کے ورت کو توڑ دیا۔ لیکن دکھ میں رہتی تھی۔

(۶) سیتا کی تلاش

سیتا کے غائب ہونے سے رام اداس رہتے تھے۔ خبر نہیں تھی اُسے کون لے گیا یا وہ کہاں چلی گئی۔ وہ تلاش میں تھے۔ دشرتھ نے بُرا خواب دیکھا اور تاویل کے لئے رام کو اجودھیا میں بلا بھیجا۔ رام پس و پیش میں تھے۔ نہ پائے رفتن نہ روئے ماندن۔ تلاش کرتے وقت اُن کو سگریوں کے سپہ سالار ہنومان جی ملے۔ جو اپنے راجہ کی مدد کے لئے کسی زبردست راجہ کا سہارا چاہتے تھے۔ رام نے ان کو غنیمت سمجھا۔

(اس موقعہ کے تمام حالات کم و بیش والمیکی رامائن سے ملتے ہیں)

ہنومان جی بہ حیثیت جاسوس لنکا پہنچے سیتا کی خبر پائی۔ وبھیشن سے ملاقات کی جو درپردہ لنکا کا راجہ ہونا ...

نے راون کو صلاح دی کہ سیتا کو واپس کر دو۔ راون کو غصہ آیا اور اُسے جلا وطن کر دیا۔ یہ رام سے ملا۔ رام نے اُسے تلک لگایا۔ لنکا کا راجہ مشہور ہوا اور راون سے لڑنے کی ٹھان لی

(۷) لڑائی

رام پُل باندھ کر لنکا میں آ گئے۔ اُن کے ساتھ سگریو کی فوج تھی۔ لڑائی ہوئی۔ رام فتحیاب ہوئے۔ راون کو شکست فاش نصیب ہوئی وہ میدان جنگ میں مارا گیا۔ لیکن مرنے سے پہلے اُسے معلوم ہو چکا تھا کہ سیتا اُسی کی لڑکی ہے۔ مگر یہ علم بہت دیر بعد اُسے ہوا۔ رام نے سیتا کو ساتھ لیا۔ لنکا کی سلطنت وبھیشن کو دی۔ ہوائی تخت پر بیٹھ کر اجودھیا آئے۔ دشرتھ کا انتقال ہو چکا تھا۔ یہ باپ کی جگہ راجہ ہوئے۔

یہ جینی رامائن کا لُبِّ لباب ہے۔ جو نہ صرف خلاف قیاس واقعات کے الزام سے بری ہے۔ بلکہ رامائن کے واقعات پر کافی روشنی ڈالتی ہے۔

نوٹ۔ اگر رامائن کے ہر واقعات کو فلسفانہ نظر سے سمجھنے کی خواہش ہو تو مہارامائن نامی کتاب مصنفہ مہرشی جی مہاراج فوراً طلب فرمائیے۔ ملنے کا [illegible] میں ضخامت ۱۰۰ صفحات قیمت للعہ محصول ۵ر۔

خطاب بہ صوفی

(۱) خدا خدا کیا کرتا ہے؟ ہے تیرا کہاں خدا صوفی؟
جو ہے جن ہے۔ ملک پری ہے فوق بشر ہے کیا صوفی؟
(۲) ہر سو دیکھا بھالا میں نے حج کیا بیت حرم دیکھا
اسود کے سینہ میں چھپا ہے یا کعبہ میں ہے چھپا صوفی؟
(۳) عرش پہ ہے یا فرش پہ ہے کس جا پہ ہے آخر کرسی نشیں؟
اس زمین پر نظر نہ آیا ملا نہ مجھکو پتا صوفی؟
(۴) جسے نہیں دیکھا آنکھوں سے اس کی عبادت کیسے ہو؟
جان نہیں پہچان نہیں ہے۔ مانیں کیسے بھلا صوفی؟
(۵) کیا کتاب کے صفحوں میں ہے! لپٹا چمٹا خدا تیرا
الٹ پھیر کر دیکھا بھالا اب تک نہیں ملا صوفی
(۶) حرم میں اور مساجد میں کیا بانگ اذاں کا مقصد ہے
مندر میں برہمن کیا کرتے ہیں شنکھ کو اپنے بجا صوفی
(۷) کسی نے آنکھوں سے نہیں دیکھا نہیں کانوں سے اُسے سُنا
حیرانی ہے پریشانی ہے دیکھا ہے تو دکھا صوفی
(۸) صدا انا الحق دی منصور نے دار پہ کھینچا لوگوں نے
انت الحق شیطاں نے کہا پھر کیوں مردود ہوا صوفی؟
(۹) سب کہتے ہیں انت الحق اور حمد و ستائش کرتے ہیں

جنوری ۱۹۴۰ء

کیا یہ شرک نہیں ہے پیارے ہیرا بجرم مٹا صوفی

(۱۰) ایک میں دو کی گنجائش وحدت کی نظر سے ہے غلطی
پھر خالق مخلوق ہوئے کیسے دو؟ ذرا سُنا صوفی

(۱۱) ایک میں کب امکان دوئی ہے شیطاں خدا نہیں کیا دو
یہ دو تیسرا تو ہے کیا یہ نہیں ہے شرک و خطا صوفی

(۱۲) نہیں دلیل توحید کی ہرگز یہ دلیل ہے، دو اُس کی
ہے خیال میں گر کچھ غلطی ڈھنگ اصلاح بتا صوفی

(۱۳) میں نے تو اب تک یہ سمجھا دوئی ہے وہم و خیال عبث
حق حق ہے اور حق میں حق ہے نہیں کچھ حق کے سوا صوفی

صوفی ازم

یہ اسلامی تصوف پر مہرشی جی مہاراج کی نہایت جامع اور مکمل کتاب ہے۔ اگر اسلامی تصوف کو محققانہ طور پر بنظر غائر سے پڑھنے کا شوق ہے تو اس کتاب کو ضرور طلب فرمائیں۔ ضخامت تقریباً تین سو صفحات قیمت اصلی ۲/ رعایتی قیمت ۱؎/۱۲ علاوہ محصول ڈاک۔

ایڈیٹر

مراسلات

نقل خط

مخدومی و مکرمی جناب بھائی صاحب مہرشی شیوبرت لال جی

ورمن ایم۔اے زاد لطفہٗ

رادھا سوامی بصد تعظیم و تکریم۔ کارڈ ملا معلوم ہوا کہ آپ

مرکز سے تبدیل ہو جاتا ہے اور بجائے کانوں کے پیشانی سے آواز آتی ہے اور ادراک بڑھ جاتا ہے۔ تو اگر گرو مہاراج کی کرپا اور دیا رہے تو ایسی حالت کے پیدا ہوتے رہنے سے آیا کیا کل مقامات طے ہو جائیں گے۔ یا ادراک کی ترقی کی دیگر شکلیں اور بھی ہیں؟ جواب سے مشکور فرمائیں۔

یا یہ حالت اگر ضائع ہو گئی تو ادھکاری اُسکو پھر واپس پا لیگا یا نہیں؟ دونوں استفسارات مذکورہ کا جواب بصد ادب

رہے سے پابند نہیں ہیں۔ مشکور ہوں۔ سب تو اب

ضرور رادھا سوامی مت کی تعلیم کا چارٹ (chart) بھیجئے

جس میں ہر مقام کے طے کرنے کی ترکیب درج ہو۔ روحانی مقامات

سات ہیں (۱) سیاہ تل (۲) سہس دل کمل (۳) ترکٹی

(۴) سن (۵) مہا سن (۶) بھنور گپھا (۷) اگم۔ الکھ۔ اناکی

رادھا سوامی۔ ایک مقام کے کئی ٹکڑے۔

اب ہمیں یہ بتلائیے کہ یونیورسل سن۔ یونیورسل مہا سن۔ یونیورسل بھنور

گپھا وغیرہ وغیرہ کو ہمارے سہس دل کمل ہماری ترکٹی۔ ہمارے سن ہمارے مہا سن

ہماری بھنور گپھا وغیرہ وغیرہ سے کیا تعلق ہے اور ان سے نسبت اور پختہ تعلق پیدا

کر لینے کے کیا فوائد ہیں اور اس کی کیا ترکیب ہے؟

نیز یہ کہ بوقت بھجن سننے کے مقام سماعت کا سماعت سے کے

جنوری ۱۹۴۸ء

اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت خاص سے آپ کو یہ بزرگی بخشی ہے۔

دو سال ہوئے سائل دھام میں حاضر ہوا تھا مگر زیارت نہ نصیب ہوئی دو چار روز انتظار میں پڑا رہا۔

اس سے پہلے بوجہ غلطی پتہ کے مرزاپور کی گلیوں کی خاک آپ کی تلاش میں چھانتا پھرا۔

جب دھام میں بھی زیارت کا فیض حاصل نہ ہوا تو سمجھا کہ ابھی مقدر یاور نہیں ہے۔

آپ کی تصانیف تعصب سے پاک و صاف ہیں اسلئے ہمدردی ہے۔ لہذا آں مخدوم کی خدمت میں لکھتا پڑھتا رہتا ہوں۔

زیادہ حد ادب

تہ لال صاحب کی سیوا میں رادھا سوامی۔

نیازمند قدیم
سید حامد حسین پنشنر ناظم و مجسٹریٹ
فتح آباد۔ ضلع آگرہ

جواب خط

پیارے بھائی حامد حسین صاحب! رادھاسوامی۔
خط ملا۔ پڑھا۔ خوشی ہوئی۔

منازل کے طے کرنے کی تدبیر صرف نور اور کلام ہے۔ کوئی کوئی مقام ایسا بھی آجاتا ہے جس میں نور نہیں ہے۔ وہاں ظلمات خواہ تاریکی ہے۔ لیکن کلام ہر جگہ موجود ہے اور کلام ہی وحی اور الہام ہے جو سچا ہادی طریقت بنکر سامع کو منزل سماعت تک رسائی بخشتا ہے۔

گوش را نزدیک کن کاں دور نیست
لیکن ایں گفتن بتو دستور نیست
پس محل وحی گردد روح جاں
وحی چہ بود؟ گفتن از حس نہاں

انسانی جسم کائنات یا آنکہ جملہ موجودات کا نمونہ ہے۔ انسان کے جسم کے اندر تمام منازل، ان کے مقاصد اور معراجی سامان موجود ہیں۔ کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اور یہ مقامات اصل میں دلی پردے ہیں۔ جو جسم اور روح کے درمیان واقع ہیں۔ جس طرح ستار میں آوازوں کے پردے ہوتے ہیں اسی طرح جسم میں بھی کچھ قدرتی نظام کا انتظام رکھا گیا ہے۔ روح اونچے ہے۔ جسم نیچے ہے۔ اور روح اور جسم کے درمیان یہ دلی پردے ہیں۔ یہ پردے اصل میں کثیف لطیف اور الطف ہیں۔ لیکن سات مقامات کے سلسلہ میں ان کی صراحت کی گئی ہے۔ یہ سالکوں کے مرحلے کہلاتے ہیں جو جس مرحلہ میں پہونچا رسائی حاصل کر لی وہاں کے اوصاف اس کے اندر آنے چاہئیں۔ جس طرح سماعت بصارت، شامہ، لامسہ، ذائقہ وغیرہ کے مقام مرکزی مخصوص ہیں۔ اسی طرح گھٹ کے اندر ہر قسم کی آوازوں کے لئے بھی مخصوص مرکز مقرر کئے گئے ہیں۔

جسم ناسوت ہے۔ اور روح ہوت ہے۔ ان دونوں کے اندر پانچ پردے ملکوت، جبروت، لاہوت، ہوت الھوت، اور ہاہوت ہیں۔ ان پانچوں کے طے کرنے پر روح کی آخری منزل

آتی ہے جسے میں نے ہُوت کا نام دیا ہے۔ ہُوت کہتے ہیں ہستی کو۔ ذات کو اور عین کو۔ یہ مرکز سکون اور قرار ہے اس سے جو دھار پھوٹی وہ نیچے گئی، مادّی عکسی جگہ تک پہونچی دو کرے بن گئے ایک کرہ نور ہے اور دوسرا کرہ تاریکی ہے۔ نور کا کرہ فضل کا مقام ہے اور نیچے کا کرہ جدّ وجہد کا مسکن ہے، اسی طرح دنیا میں دو راستے بن جاتے ہیں۔ ایک طریق فضل دوسرے کشمکش۔ ان کے درمیان جو پانچ پردوں کی رعایت رکھی گئی ہے وہ دراصل گھٹ کے پردے ہیں خواہ دل کے مرحلے ہیں۔ جنکے طے کرنے کے بعد فضل تک رسائی کی جاسکتی ہے۔ فضل ہی کا دوسرا نام رحم ہے اور اسی رحم کی رعایت سے اس مرکزی مقام کے دھنی کو رحمٰن بولتے ہیں اور نیچے کا پردہ "شیط" (ش۔ ی۔ ط) ہے اسکے معنی ہیں گراوٹ۔ قتل عمد۔ چھپانا۔ جلانا وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ اس لفظ سے کشمکش کا اظہار ہوتا ہے اسلئے جنکا خیالی مرکز اعتقادی مرکز یا ایمانی مرکز نیچے کے پردوں میں رہتا ہے اُن کے لئے جدّ وجہد کے مرحلوں سے گذرنے کی ضرورت ہے۔ اسی "شیط" کی رعایت سے "شیط" کے مرکزی مقام کے دھنی کا نام شیطان ہے۔ ایک میں سکون قرار اور راحت ہے۔ دوسرے میں انتشار اور کشمکش ہے۔

عام طور پر لوگوں نے تثلیثی مدات قائم کر کے صرف تین مدارج قائم کئے ہیں۔ پہلا درجہ کشمکش اور جدّ و جہد کا ہے۔ دوسرا درجہ کشمکش اور فضل کا ہے اور تیسرا درجہ خالص فضل کا ہے اور اسی تثلیث کے اوپر تمام مذاہب کی ابتدا ہے۔ یہ مبہم طریق ہے۔ اس سے وضاحت صاف صاف نہیں ہوتی۔ وضاحت کے لئے سنتوں کے ستر ناگت ہونے اور اُن کے ست سنگ سے فیضیاب ہونے کی سخت ضرورت ہے۔ اس کی تین کیفیتیں ہیں جن میں ہر روز آپ کی گذر ہوتی ہے۔

(۱)	بیداری	ناسُوت	جسم
(۲)	خواب	ملکُوت	فرشتگی خواہ فرستادگی
(۳)	سُوشپتی	جبرُوت	روح (کشش یا مرکزی کشش)

آپ جاگتے ہیں۔ سوتے ہیں اور گہری نیند میں چلے جاتے ہیں جاگتے وقت آپ حواس کے حواسی کام کرتے ہیں۔ جو جدّ و جہد سے خالی نہیں ہیں۔ کیونکہ حالت بیداری میں دھار نیچے کھینچ کر آجاتی ہے اور تمام اعضا اس سے متحرک ہو جاتے ہیں جسمانی انسان کے لئے جدّ و جہد یا کشمکش لازمی ہے۔

جس وقت آپ سوتے ہیں خواب دیکھتے ہیں۔ خواب کا تعلق خیال سے ہے اور خیال کا تعلق دل سے ہے جو پانی کی دھار کی طرح سیال رہتا ہے۔ آپ گہری نیند میں جاتے ہیں اُس

ہیں کھنچکر ایسی کیفیت حاصل کرتے ہیں۔ جہاں نہ حواس ہے نہ احساس۔ یہ مرکز جبروت ہے۔ جبر کے معنی ہیں کھنچاؤ کے

اب انھیں تینوں کی رعایت سے شریعت، طریقت اور معرفت کی کوشش کی گئی ہے اسکی نسبت تین کلمے ہیں۔

بیداری	محمد رسول اللہ	شریعت
خواب یا دلی تصور	الا اللہ	طریقت
خوشیتی یا جبروت	لا الٰہ	معرفت

شریعت کے فرائض بیداری میں ادا کئے جاتے ہیں۔ طریقت کا عمل و شغل طبقہ خیال میں ہوتا ہے اور معرفت روحانی سکون مقام لا فنائیت ہے۔ غالباً یہ تینوں آپ سمجھ گئے ہوں گے مقام لا میں نہ حواس ہے نہ احساس ہے جو کچھ ہے ایک سکون اور قرار کی حالت ہے۔ اہل مذاہب نے یہ مختصر شکل قائم کی۔ جس کی عوام کو سمجھ نہیں ہے اور نہ اُن کو روحانیت کی دعوت دیجاتی ہے۔ یہ تعلیم صرف خاصان خاص کے لئے ہے۔ جس کی تشریح اور صراحت صرف مجلس فقرا میں ہوتی ہے۔

اِن تینوں حالات سے اوپر آنے کی ضرورت ہے۔ اسی کا نام سنتوں کا چوتھا پد ہے۔

تین چھوڑ چوتھا پد دیکھا ست نام ستگورگتی جیتھا

اِسی چوتھے پد کا نام ست لوک یا مقام ثبوت ہے۔ جس کا تذکرہ آپ اپنے خط میں کرنا بھول گئے۔ رادھاسوامی مت کے موافق آپ نے تل۔ جوت نرنجن۔ ترکٹی۔ شونیہ۔ مہاشونیہ۔ بھنور گپھا۔ وغیرہ لکھا مگر ساتواں مقام ست نظرانداز کر گئے یہ چوتھا پردہ ہے۔ جس سے آگے کی رسائی کا موقع ہاتھ آتا ہے۔ اِس کے بعد جو کچھ ہے اُسے الکھ کہو۔ انامی کہو۔ اروپ کہو۔ اگم کہو۔ رادھاسوامی کہو۔ غرضیکہ جو کچھ کہو۔ مگر پہلے منازل کو سمجھ لو۔ اِس کا اشارہ کسی شاعر کے کلام میں آجاتا ہے۔

"یہ کس رشکِ مسیحا کا مکاں ہے
زمیں جس کی چہارم آسماں ہے"

شغل آواز کے تذکرے مبہم طریق میں صوفیوں کے اندر ہفت وادی۔ ہفت قلزم کے نام سے ذہن نشین کرائے جاتے رہے ہوں گے۔ لیکن صراحت اور وضاحت نہیں ہے۔ ہاں اشارے ضرور ہیں۔ مثلاً

"دلیلِ کارواں بانگِ جرس ہے
گواہِ دردِ دل اِک نالہ بس ہے"

ترکیب آپ کو حضور مہاراج نے تلقین کر دی ہے اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ انسانی ذات عین فضل میں شامل ہو کر عین ہو جاتی ہے۔

جب تک ایک مرکز پر مسلّم طور پر محویت یا یک رُخی کی حالت نہیں آجاتی تب تک تبدیل مرکز میں وقت حائل ہوتی ہے آپ اگر یہاں تشریف لائے ہوتے تو میں آپ کو اختصار کے ساتھ نہ صرف ذہن نشین کرادیتا۔ بلکہ دو چار روز کے عرصہ میں اپنے ساتھ ابھیاس کرا کے آپ کی کمائی کے پورا کرنے میں معاون ہوتا۔ آپ آئے اور گئے۔ میزبان کی غیر حاضری میں مہمان کا آنا بالکل بے معنی ہے۔ اِس میں بتائیے میرا کیا قصور ہے!

آپ کا خیال صحیح ہے سماعت سے ادراک بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ ادراک انوبھو یا حسنِ باطن کی شکل اختیار کرتا ہے۔

آپ کے تمام سوالات آگئے۔ صرف ایک بات رہ گئی ہے کہ یونیورس یا عالم کبیر کے تعلقات کو انسانی جسم یا پنڈ کے تعلقات سے کیا نسبت ہے۔

اِسکی نسبت صرف اسقدر گذارش ہے کہ عالم صغیر اور عالم کبیر کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ جو یہ ہے۔ وہی وہ ہے۔ جسے روحانیت پر عبور ملیگا۔ اپنے اندر ملیگا۔ باہر نہیں ملیگا۔ اسلئے صوفی کہتا ہے:۔

گر بجوئی صفات ذاتِ خدا
نظرے کن بہ مظہرِ آدم

فرشتوں کی سچّے دربار میں رسائی نہیں ہے۔ چاہے وہ جبرئیل ہوں۔ چاہے میکائیل ہوں۔ چاہے اسرافیل ہوں۔ معراج نبی کے وقت جبرئیل نے صاف لفظوں میں اقرار کیا تھا

اگر یک سر موئے برتر پرم
فروغ تجلّی بسوزد پرم

فرشتوں کی حیثیت کبوتر۔ عقاب اور باز کی طرح پیغام لے جانے والوں کی ہے۔

"یکے باز را دیدہ بر دوختہ
دگر باز را بال و پر سوختہ"

فرشتے نہیں پہونچے۔ ہاں! حضرت کو رسائی حاصل ہو گئی

"باوجودیکہ پر و بال نہ تھے آدم کے
پہونچا اس جا کہ فرشتوں کا بھی مقدور نہ تھا"

خط کے تمام مضامین آ گئے۔ جواب سوال کے موافق دیا گیا نہ کم نہ زیادہ:—

رادھا سوامی دھام — شیوبرت لال
بقلم سوتی لال

(ضمیمہ خط ہذا)

بھائی حامد حسین صاحب! رادھا سوامی۔

(۱) کیا کہا جائے! فضل کا رستہ جد و جہد سے خالی ہے۔ جد و جہد

کا راستہ اپنے ساتھ کشمکش رکھتا ہے۔ سمجھنے والے کم ہیں اس لئے ایک ایسا راستہ نکالا گیا ہے جس میں فضل اور جدوجہد دونوں کا اشتمال ہونا جائز رکھا گیا ہے۔

(۲) فضل کا راستہ یہ ہے:-

چشم بند و گوش بند و لب بہ بند
گر نہ بینی سرِّ حق بر ما بہ خند

(۳) فضل اور جدّوجہد کا راستہ یہ ہے:-

در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش
تاج بر سر بنہ علم بر دوش

(۴) جدّوجہد کے راستہ میں ریاضت، عبادت، محنت اور مشقت ہے۔

---

(۵) با ادب سرور شد از وصل رب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

---

(۶) منصور نے اُنا الحق کہا دار پر کھنچا — ابلیس نے اُنت الحق کہا مردود ہوا۔ اس لئے۔

بہ فہم ہیچ مضموں بہ دلب بستن نمی آید
خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

(۷) حضور معلیٰ و مقدس نے جو تعلیم خاصان خاص کو دی ہے وہ بہت آسان ہے اسکا نام سہج یوگ ہے لیکن اس سہج یوگ کے اہل اور ادھکاری شاذ ملتے ہیں اسلئے دین اور دنیا دونوں کا معجون مرکب پیش کیا گیا۔

---

(۸) سمرن سادھن سہج ہے ستگورو دیا بتائے
سہج سہج سمرن کرو اِک دن گورو مِل جائے

---

(۹) ذات نہ مجمع الصفات ہے نہ مستغنی از صفات ہے
کیا ہے کہنے سُننے کا مضمون نہیں ہے
جانیں گے تب کہیں گے اب کچھ کہا نہ جائے
بُند سمانا سندھ میں دریا بھر سمائے

---

(۱۰) فقیروں کا طریق نہ دین ہے نہ دُنیا ہے۔
ما مقیمان کوئے دلداریم
رُخ بہ دُنیا و دیں نمی آریم

---

(۱۱) دُنیا یہ نہیں ہے جو سمجھی جا رہی ہے۔
چیست دنیا از خدا غافل بُدن

نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

چیست دیں از ذات حق واصل شدن

نے از و دوری ست نے فاصل شدن

اگر زیادہ کہتا ہوں تو شرک اور الحاد اور دہریہ پن آجاتا ہے جو خلاف اصول فقر ہے۔ اس لئے 'انا' اور 'انت' دونوں کو ترک کر کے صرف حق کا نعرہ مارتا ہوں اس لئے کہ ھو۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ 'ایکو بر ہمہ دویتو ناستی'۔

ایک ہی ایک ایک ہی ہے ایک

یہی توحید اصل میں ہے نیک

---

(۱۲) 'راہ فقر این بین ست۔ دلیل توحید ردِ توحید است' یہ شمس تبریزی کا کلام ہے۔

---

(۱۳) اب خاموش ہوتا ہوں۔ لکھیگا جواب ملیگا۔ بولیگا سُننا پڑیگا۔ ملیگا دیدار نصیب ہوگا نہ ملیگا ہجر اور وصال کے صدمات سے نجات رہیگی۔

مثنوی مولانا روم کے افتتاحی اشعار پڑھ دیکھئے۔

من نہ گویم کہ ایں کُن آں مکُن

مصلحت بیں و کار آساں کُن

طرح جب تک دل میں پاکی اور صفائی نہ آئیگی۔ مالک کا ظہور
وہاں ہرگز ہرگز نہ ہوگا۔ (دھنی دھرم داس)

—۱۰۱—

لوگ عام طور سے کہا کرتے ہیں کہ ایشور سب میں ہے اسی کا جلوہ ہر جگہ ہے مگر سچا شخص وہ ہے جس نے عملی طور پر اس کا انوبھو کر لیا ہے اور شیر بھیڑیے سانپ وغیرہ خوفناک جانوروں تک کو گلے لیتا ہے۔ (ناھاجی)

—۱۰۲—

سچے دل سے دن میں ایک بار مالک کا نام لینا کافی ہے بددلی کے ساتھ گھنٹوں مالا پھیرنا دنیا کو نیز اپنے آپ کو دھوکا دینا ہے۔ (دریا صاحب)

× نوٹ۔ سوامی رام تیرتھ جی مہاراج ایک بار اپنے کمرے میں بیٹھے ہوئے کتب بینی میں مصروف تھے ان کے ایک ملاقاتی بھی وہاں موجود تھے۔ زمین پر بستر تھا۔ ایک زہریلا سانپ رینگتا ہوا نظر آیا۔ آپ کی نظر پڑی لپک کر اٹھا لیا اور اس کے پھن پر ہاتھ پھیرنے لگے۔ دوست گھبرایا آپ ہنسے اور فرمایا۔

"میرے پیارے کا یہ بھی پیارا ہے
میری آنکھوں کا یہ بھی تارا ہے"

(ایڈیٹر)

مالک کے دربار میں ذات پات کی بزرگی نہیں دیکھی جاتی
اُس کے یہاں صرف بھگتی دیکھی جاتی ہے۔ نیچ سے نیچ بھی بھگتی
کے پرتاب سے تر گئے۔ اونچے کُل کے لوگوں نے ذات پات
کے ابھیمان میں چور رہ کر اپنی زندگیاں برباد کر دیں۔ (دلپو صاحب)

یوں تو ایشور ذرّہ ذرّہ میں سمایا ہوا ہے مگر عام طور پر کوئی
اُسے دیکھ نہیں سکتا۔ یہ درشٹی صرف گورو کی مہربانی سے نصیب
ہوتی ہے۔ (دیابائی)

جسے ایشور کا درشن کرنا ہو وہ گورو کے رُوپ میں اُس کا درشن
کرے جسے گورو کے رُوپ میں ایشور کا درشن نہیں ملا اُسکی زندگی
بیکار گئی۔ جہاں گورو نے دیا کا ہاتھ سر پر پھیرا پھر ایشور کا جلوہ
ہر جگہ نظر آنے لگ جاتا ہے۔ (سہجو بائی)

جو پیدائش سے پہلے ماں کے پیٹ میں غذا پہونچاتا رہتا ہے
کیا تیرے پیدا ہونے پر وہ روزی دینے میں غفلت کریگا
اے نادان انسان! روزی کے لئے فکر نہ کر۔ جو وقت ملتا ہے
اُسے مالک کی یاد میں صرف کر۔ تیرا صرف اتنا ہی فرض ہے۔
(ملوک داس جی)

ایشور کی مایا بڑی زبردست ہے۔ گیانی دھیانی جوگی جتی رشی منی کوئی بھی اس کی زد سے نہیں بچا سکے وار سے صرف وہی بچ سکتا ہے جس کے پاس بھگتی کی ڈھال ہے۔

(ناردرشی)

پیدا ہونا مرنے کی دلیل ہے۔ جو پیدا ہوا وہ ایک نہ ایک دن ضرور مریگا۔ اس سے کسی صورت میں بھی بچاؤ نہیں ہے پھر موت سے کیوں ڈرا جائے! (مارکنڈے رشی)

مرنا مرنا سب کہے مرے نہ جانے کوئے
مرتا وہی سراہیئے کہ پھر نہیں مرنا ہوئے
جا مرنے سے جگ ڈرے موہی بڑا آنند
کب مرہوں کب پایہوں پورن پرمانند

(پریم سنت کبیر)

آپ آپ کو آپ پہچانو
کہا اور کا نیک نہ مانو

زرا بھی

(رادھا سوامی دیال)

ایڈیٹوریل

۲۵ دسمبر کو ہر سال ست پُرش پورن دھنی رائے سالگرام صاحب بہادر حضور رادھا سوامی کا بھنڈارہ دھام میں منایا جاتا تھا اور اس کا سلسلہ آخر ماہ دسمبر تک رہا کرتا تھا۔

بھنڈارہ کا دن جب قریب ہوتا تھا ست سنگیوں کے دلوں میں خاص اُمنگ پیدا ہوتی تھی۔ دو ماہ پہلے ہی سے شب و روز یہی تذکرہ رہتا تھا کہ دھام چلکر حضور مہاراج کی زیارت سے فیضیاب ہونگے اُسوقت دھام پر خاصہ مجمع ہو جاتا تھا۔ ہندوستان کے مختلف حصص سے ست سنگی آتے تھے۔ زیادہ ست سنگی اصحاب ایک ایک دو دو ماہ کی رخصت لیکر آتے تھے اور اسی سلسلہ میں کچھ روز قیام کرکے ست سنگ کا لطف حاصل کرتے تھے۔ اور ابھیاس میں نمایاں ترقی کرکے خوشی خوشی گھر جاتے تھے۔

مگر بھنڈارہ گذشتہ پر کیا کیفیت تھی؟ حضور کی عدم موجودگی سے بالکل بے رونقی اور اُداسی چھائی ہوئی تھی۔ ست سنگیوں کے چہرے افسردہ اور پژمردہ نظر آتے تھے۔ آنے کے ساتھ لوگ سمادھ پر متھا ٹیکتے تھے اور وہیں بیٹھکر چند عرصہ تک حضور مہاراج کی یاد میں آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے۔ ایک عجیب روح فرسا نظ

آنکھوں کے سامنے تھا۔ سچ ہے۔

دور روز ایک وضع پہ رنگِ جہاں نہیں
وہ کون سا چمن ہے کہ جس کو خزاں نہیں

امید تھی کہ عالیجناب پنڈت فقیر چند صاحب مہاراج تشریف لائیں گے اور اپنے بچن سے ست سنگیوں کے دلوں کو کچھ تشفی و تسلی بخشیں گے مگر موج نہیں تھی۔ ۲۵ر دسمبر کو قریب دس بجے تار آیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ پنڈت جی کو رخصت تو مل چکی تھی مگر چارج لینے والا شخص نہ پہونچ سکا جس کی وجہ سے وہ تشریف نہ لا سکے۔ رہی سہی امید بھی جاتی رہی۔

بھنڈارہ کے موقع کے لئے کچھ بچن پنڈت جی صاحب نے فرمائے تھے جسے بھائی موہن لال صاحب نیر دہلوی نے شائع کرا لیا تھا۔ نیر صاحب عین وقت پر پہونچے اور انھوں نے چھپا ہوا بچن ست سنگیوں کے درمیان تقسیم فرمایا۔

چونکہ ست سنگی قلیل تعداد میں دھام پر حاضر ہوئے تھے اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اسے ست سنگت میں شائع کردو [illegible]

فلسفہ پر کافی روشنی ڈالنے کا اہتمام کرتے ہیں۔

بچن

(۱)

راؤدھاسوامی مت کے پیرو بڑے دنوں میں حضورِ معلّی و مقدّس پرم سنت رائے سالگرام صاحب بہادر کی یادگار میں بھنڈارہ کرتے ہیں۔ وہاں کیا کرتے ہیں؟ سب لوگ جو اس موقع پر پریم و شردّھا سے یا تماشا کے خیال سے حاضری دیتے ہیں خود جانتے ہیں۔ مگر کرنا کیا چاہیئے؟ دہ اس موقع پر راؤدھاسوامی مت کے ست سنگیوں کی سیوا میں بھینٹ کرتا ہوں۔ کیوں بھینٹ کرتا ہوں؟ اس لئے کہ مجھکو اس مت سے اُنس ہے میں گورو نہیں بنتا نہ مجھے گدی نشین ہونے کا شوق ہے۔ میں نے اس مت کو بندی چھوڑ خواہ نجات دہندہ یا صحیح رہنما پایا ہے۔ میری تعلیم ست پُرش پورن دھنی حضور داتا دیال پرم سنت پرم گورو مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج نے راؤدھاسوامی سار بچن نظم و نثر (جو حضورِ معلّی و مقدّس کی تصنیف ہے) کے مطابق مکمل کی ہے میں بالکل بے تعصب ہوتا ہوا اپنا سر ان بزرگوں کے پاک چرنوں

کی پوتر خاک میں رکھتا ہوں۔ چونکہ احسان فراموش ہونا انسان کا کام نہیں۔ اِس لئے اُس احسان کی وجہ سے سچائی کو ست سنگیوں کے رُوپ میں ست گورو کے ارپن کرتا ہوں۔

کامی ترے کرودھی ترے لوبھی ترے اننت
اِک کرتگھن نہ ترے کہیں کبیر اسنت   احسان فراموش

احسان فراموشی اچھی نہیں ہے۔ رادھا سوامی مت نے مجھ پر احسان کیا۔ حضور دیال نے دیا کی۔ راز حق بخشا۔ شانت ہوں۔ نربھرانت ہوں۔ آزاد مطلق ہوں۔ اسلئے عقیدت مندانہ لہجہ میں اِس مت کی کچھ سیوا کی جرأت کرتا ہوں تاکہ اس بھنڈارہ کی اصلی حقیقت سمجھ کر ست سنگی بھائی اپنا اُدّھار کر سکیں خوش شکھ سے جیون بتا سکیں اور بس۔

(۲)

بزرگوں کی یاد صرف اِس وجہ سے کیجاتی ہے کہ جو کچھ ان کا مشن رہا ہے اس کی یاد دہانی ہم لوگوں کو ہو اور ہم اُن کے نقش قدم پر چل کر اس مشن کو پورا کریں تاکہ اس ذریعہ سے ہمارے اپنے کلیان کی کوئی صورت پیدا ہو۔ ست پرش رادھا سوامی دیال وحضور معلی ومقدس کی ذات پاک نے کیا کیا؟ کیوں آئے تھے کیا کر گئے؟ اِس پر ہم کو وچار کرنا ہے۔ یہی بھنڈارہ کا مطلب ہے۔

وہ میرے جیسے تپت وہی۔ بھرمی۔ اگیانی اور دکھیا انسانوں کے لئے آئے تھے۔ انھوں نے ہم کو کیسے سکھی کیا؟ نام دان دیکر۔ کیا نام بخشا؟ رادھا سوامی نام عطا فرمایا۔

دوہے

رادھا سوامی نام جو گاوے سوئی ترے
کل کلیش سب ناش سکھ پاوے سب دکھ ہرے
ایسا نام اپار کوئی بھید نہ جانئی
جو جانے سو پار بہر جگ میں جنمئی
رادھا سوامی گاے کر جنم سپھل کرے
یہی نام نج نام ہے من اپنے دھرے
بیٹھک سوامی اوجہی رادھا نرکھنی ہا
اور نہ کوئی لکھ سکے شوبھا اگم اپار
گیت روپ جہاں دھار یا رادھا سوامی نام
بنا مہر نہیں پاوئی جہاں کوئی بسرام

چوپائی

کروں بندگی رادھا سوامی آگے
جن پرتاپ جیو بہو جاگے
بار مبار کروں پر نام
ستگورو پرم دھام ست نام
آدی انادی جگادی انام
سنت سروپ چھوڑ نج دھام
آے بھوجل نادنگانی
ہم سے جیون لیا چڑھائی
شبد دیڑھایا سرت بتائی
کرم دھرم سے لیا بچائی

(دوہا) کوٹ کوٹ کروں بندنا ارب کھرب ڈنڈوت
رادھا سوامی مل گئے کھلا بھگتی کا سوت

چوپائی

بھگتی سنائی سب سے نیاری
ست پرش چوتھے پد باسا
سو گھر درسایا کورد پورے
آگے الکھ پرش دربارا
تس پر اگم لوک اک نیارا
تہاں سے ورسے اٹل اٹاری
سرت ہوئی اتی کر گمنانی

وید کتیب نہ تاہی بچاری
سنتن کا جہاں سدا بلاسا
بین بجے جہاں اچرج تورے
دیکھا جائے سرت سے سارا
سنت سرت کوئی کرے بہارا
ادبھت رادھا سوامی محل سنواری
پرش انامی جائے سمانی

یہ آرتی ہے۔ اس میں مفصلہ ذیل چند خاص باتیں ہیں۔

رادھا سوامی نام کا گپت روپ۔ پھر کی پراپتی۔ رادھا سوامی کا سنت روپ میں پرگٹ ہونا۔ اُس کی بندگی۔ سرت اور شبد بھگتی۔ چوتھا پد وغیرہ وغیرہ ہیں۔ انھیں باتوں پر میں اپنا خیال ظاہر کرونگا۔

(۱)

میں اس وقت صرف اُن تعلیم یافتہ ست سنگیوں سے مخاطب ہوتا ہوں جنھیں رادھا سوامی مت میں شامل ہوئے ایک مدت ہو چکی ہے اور ابھی تک رادھا سوامی نام کی پراپتی نہیں ہوئی اور نہ ہی دکھوں سے مخلصی پا سکے ہیں۔ وہ خواہ کسی ست سنگ

سے تعلق رکھتے ہوں ان کے پوتر چرنوں میں عرض ہے کہ وہ میری اس تحریر کو پڑھ کر وچار کریں مجھے پورا یقین ہے کہ وہ رادھا سوامی نام کو پراپت کر لیں گے۔ ذیل کی سطور میں اپنے خیالات نہایت پریم سے پیش کرتا ہوں تاکہ ان کو اس غرض سے اس جیون میں تراس نہ ہونا پڑے۔ جس غرض کو مد نظر رکھ کر وہ اس ست میں شامل ہوئے تھے۔

رادھا سوامی نام کیا ہے؟ - رادھا آدی سرت ہے سوامی آدی شبد ہے۔ آدی سرت ہماری حس باطن۔ ہماری ہستی کا پہلا انکھوا۔ ہماری توجہ ہمارا خیال ہے۔ جب اس حس باطن یا توجہ میں باہری استھول و سوکشم خیالات مل جاتے ہیں تب یہ سرت من بن جاتی ہے اور جب یہ بغیر کسی سنکلپ کے رہتی ہے سرت کہلاتی ہے۔ رادھا کیا ہے یہ اب صاف ہو گیا۔ یعنی ہماری توجہ۔ اوپر سے نیچے تک سب جگہ رادھا کا کھیل ہے۔

سوامی کیا ہے؟ وہ ہستی وہ تتو جس میں سے سرت یعنی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ سرت اسوقت پیدا ہوتی ہے جس وقت اس ہستی میں جسکو انامی پد کہتے ہیں (جہاں احساس نہیں پیدا ہوتا ہے) ہلو پیدا ہوتا ہے خواہ حرکت ہوتی ہے۔ حرکت سے آواز (شبد) کا پیدا ہونا لازمی ہے۔ اس لئے اس آدی شبد کو ایک درشٹی سے سوامی کہتے ہیں۔ بغیر شبد کے سرت نہیں پیدا ہوتی ہے

صاف لفظوں میں رادھا یعنی آدی سُرت خواہ توجہ کیا ہے؟ ہستی مُطلق مالک کل یا پرم تتّو خواہ انامی پد میں بطور (حرکت) کے ہونے سے جو action (ایکشن) ہوتا ہے۔ اُس ایکشن (عمل) سے پیدا ہونے والی ایک قسم کی تجلّی کا نام ہے یہ توجہ اس شبد سے نکل کر پھیلتی ہے اور اسکے ساتھ ساتھ یہ توجہ نیچے ظہور میں آتی جاتی ہے۔ یہی توجہ جب پرم تتّو سے پرگٹ ہو کر کارن سوکشم اور استھول روپ میں ظاہر ہوتی ہے۔ آتما، من اور حواس خمسہ کے نام سے موسوم کی جاتی ہے۔

اس بارے میں تائیدی کلام رادھاسوامی سار بچن نظم کا پہلا شبد ملاحظہ ہو۔

اکہہ اپار اگادھ انامی ۔۔۔ سو میرے پیارے رادھاسوامی
اندری گھاٹ ہوے وہ کامی ۔۔۔ اس میرے پیارے رادھاسوامی

وغیرہ وغیرہ

اب آپ سمجھ گئے ہونگے کہ ساری کی ساری رچنا رادھا اور سوامی کا کھیل ہے۔ ذات اور صفت کا کھیل ہے۔ یہ سارا سنسار رادھا سوامی ہی ہے۔ تم بھی رادھاسوامی ہی ہو اور یہ رادھاسوامی نام تمھارا نام ہے۔ یہی نج نام ہے۔

بانی کا شبد پڑھو سوچو اور پھر کہو کہ میں سچ کہتا ہوں یا جھوٹ!

یہ رادھا سوامی نام کیا ہے ؟ سُرت اور شبد کا میل ست سنگی
شاید کہیں کہ وہ اپنے اندر تو شبد سُنتے ہیں۔ یہ سچ ہے مگر اندرونی
شبد کا سُننا رادھاسوامی نام کا اصلی گانا نہیں ہے۔ آپ لوگ حیران
ہونگے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ اس اندرونی شبد کا سُننا ضروری
ہے مگر یہ رادھاسوامی نام کا گانا نہیں ہے۔ اب متوجہ ہو کر سُنو۔
توجہ جب اندرونی نام کو سُنتی ہے تو وہاں دو کا وجود ہوتا ہے۔
ایک سننے والا اور دوسری وہ شے جو سُنی جاتی ہے۔ جب تک سننے
کا تعلق ہے تب تک دو ہیں۔ رادھا علیحدہ اور سوامی علیحدہ۔ سوچو
وچارو سچ ہے یا جھوٹ ! اس کو سُنکر ایک حالت پیدا ہوتی ہے
جہاں توجہ اور شبد ایک ہو کر ٹھہراؤ (ٹھہراؤ) کو پراپت ہوتے
ہیں اس اوستھا کا نام اصلی انجھو ہے۔ باہری گانا سُننے سے جب
توجہ اور راگ ایک ہو جاتے ہیں تو ایک حالت انسان پر طاری
ہوتی ہے جسکو وجد کہتے ہیں اس وجد میں راگ اور توجہ دونوں
گم ہو کر ایک اوستھا پیدا کرتے ہیں جس کا صرف انجھو ہوتا ہے اور
جو کہنے میں نہیں آتا۔ ست پُرش رادھاسوامی دیال کا تائیدی کلام ہے

"سُرت شبد دوؤ انجھو ڑویا !
تو تو پڑا بھرم کے کوؤ پا !"

رادھاسوامی نام کا گانا کیا ہوا ؟ وہ انو بھو ہے۔ وہ

سوال۔ ثبوت ؟

جواب۔ سوامی جی مہاراج (Worker) نہیں تھے حضور معلیٰ و مقدس کی ذات پاک (Worker) تھی مگر جب آپ پرم سنت گتی میں داخل ہوئے اپنا کام دوسروں کے سپرد کیا۔ نراچھت (بے خواہش) انسان (Worker) کیسے ہوگا! اس کا کام صرف قدرتی قانون کے ماتحت یعنی سوبھاوک ریتی سے ہوگا۔ اس میں خواہش کا شمول نہ ہوگا۔ دیال مہرشی جی مہاراج کی بھی یہی کیفیت تھی۔

جب تک انسان Worker نہیں ہوتا اس کا تجربہ نہیں بڑھتا۔ کام اگر گورو کے نام پر کیا جائے تو اس میں ہانی لابھ کا دکھ سکھ نہیں ہوتا البتہ تجربہ ہو جاتا ہے۔

سوال ۔ ترنا کیا ہے ؟

جواب ۔ توجہ کا اس کارن۔ سوکشم اور استھول میٹر (مادہ) کے اثرات سے بری رہنا ترنا ہے۔ جس طرح پانی کی لہروں میں تیرنے سے تیرنے والے کو پانی نہیں ڈبوتا اسی طرح نج روپ میں رہنے والا انسان ان کے اثرات سے بری رہتا ہے۔

(۶)

سوال۔ وہ مہر کیا چیز ہے جس کے بغیر رادھا سوامی نام میں سرام نہیں ملتا ہے؟

جواب۔ سنو! مہر کہتے ہیں مہربانی کو دیا کو جس کے لئے انسان کو محنت مشقت اور تردد نہ کرنا پڑے۔ کوئی ہستی شے مطلوبہ خود بخود عطا کرے اور یہ مہر وہی شے ہے جس کے بغیر رادھا سوامی نام نہیں ملتا ہے۔ دنیا کے بھولے بھالے آدمیوں کو اصلیت نہ بتا کر دھوکا دینا مہا پاپ ہے۔

سنو۔ انسان کی ہستی ظہور کا وہ مقام ہے جہاں پر آکر ہستی لوٹ جاتی ہے۔ یہ اُلٹا درخت ہے یہاں آکر ظہور یا توجہ کو واپسی کی سوجھتی ہے۔

ہستی محض

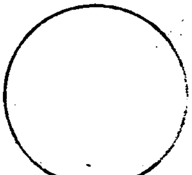

انسان

زندگی۔ معدنیات، نباتات اور حیوانات سے گذرتی ہوئی انسان میں آئی۔ اِس انسانی وجود کا ملنا یا ہستی کا انسانی وجود میں آنا ہی مہر ہے۔ کیونکہ انسانی ساخت ہی اِس قسم کی ہے کہ وہ بدھی تتو کے ذریعہ اپنا پتہ لگا سکتا ہے اس لئے یہ بات ذہن نشین ہو گئی ہوگی کہ اس انسانی قالب کا ملنا ہی قدرت کی مہر ہے۔

کہا گیا ہے :-

"بڑے بھاگ مانش تن پایا!"

اور اس سے زیادہ مہر یہ ہے کہ کسی سنت اور پریم سنت کا ست سنگ میسّر ہو جائے کیونکہ اُن کا پاک وجود ہستی کی تکمیل کر چکی ہوتی ہے۔ کسی سچے سنت اور پریم سنت کا درشن ان کے ساتھ پریم اور ربانی وِلاس ہی اصلی مہر ہے کیونکہ وہ ہر وقت نج روپ میں رہتے ہیں اُن کا اثر خود بخود انسان پر پڑتا ہے اور اُسکو اپنے نج روپ میں جانے کا قدرتی طور پر خیال پیدا ہو جاتا ہے یہی اصلی مہر ہے اور جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی ان کو خود بخود اس حالت میں لے جائیگا وہ غلطی پر ہیں۔ انسان کو خود چلنا ہے۔ خود کمائی کرنی ہے۔ خود ہی خیال کو تبدیل کرنا ہے۔

(۷)

یہاں یہ بات کہہ دینا ضروری ہے کہ ست سنگ میں دنیاوی بات چیت نہ ہونی چاہیئے۔ مگر عام طور پر ایسا نہیں پایا جاتا ہے جہاں دنیا کے کاموں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے وہ اصلی معنوں میں ست سنگ نہیں ہے۔ سنو :-

"گورو وہی جو شبد سنیہی!
شبد بنا دوسر نہیں سیئی!"

ست سنگ میں سوائے ست سنگ کی باتوں کے اور کوئی بات

ست سنگی بیوپار کریں۔ سنگھ بنائیں ایک دوسرے کی مدد کریں۔ یہ ضروری ہے مگر ست سنگ کے کام کو بالکل علیحدہ رکھیں وہ بھی صرف شروع شروع میں جب سم اوستھا آجاتی ہے تب بیوہار اور پرمارتھ ایک ہوجاتا ہے۔ شروع شروع میں علیحدہ علیحدہ نہ سمجھنا بھرم پیدا کرتا ہے اور انسان مکمل نہیں ہونے پاتا۔

میں جب کبھی دیال مہرشی جی مہاراج سے عرض کرتا کہ "دھام آلوں" فرماتے تھے "بیوہار کی درشٹی سے آناہو او۔ پرمارتھ کی درشٹی سے تمھارے لئے ضرورت نہیں ہے" ہر ایک آدمی بیوہار کے لئے مجبور ہے۔ اس لئے نہ بیوہار کا کھنڈن ہے نہ پرمارتھ کا۔ اصل میں دونوں ایک ہیں مگر اس کی سمجھ تجربہ کی وسعت کے بعد آتی ہے۔

مہر کی بابت لگے ہاتھوں اور سنو۔ جیسا کہ پیشتر بیان کرچکا ہوں۔ انسانی وجود اور پھر ست سنگ کا مل جانا ہی اصلی مہر ہے۔ جب یہ دونوں ملتے ہیں ہستی کو مکمل ہونے کا موقع ملتا ہے۔ سنت ستگورو کا ست سنگ کرو۔ ان کے پاک چہرہ کی زیارت کرو۔ ان کے دئے ہوئے پرشاد کو کھاؤ خود بخود بلامحنت سم پنا آئیگا اور اسی سہج ریتی سے تمھیں "اصلیت" سے ہمکنار ہونے کا موقع ملیگا۔ اسی لحاظ سے مہر کی راہ میں

آئے ہوئے انسان کے لئے دیگر محنت مشقت اور تردد کی ضرورت نہیں۔ مہر کی راہ میں آنے کے بعد شئے مطلوبہ خود بخود قدرتی طور پر (autamatically) سہج سہج میں ملجائیگی اور طبیعت بوجھل نہ ہونے پائیگی۔ اسے خوب سمجھ لینا چاہئے۔ یہاں اکثر غلط فہمی ہو جاتی ہے۔

گورو۔ جو ہستی نج سروپ میں رہتی ہے وہ مکمل ہستی ہے یہ ہستی ظہور کے تمام مدارج طے کئے ہوئے ہوتی ہے اس لئے وہی ہستی مالک کل کا روپ یا نمونہ ہے اور جو نج سروپ میں نہیں رہتا ہے اس کی صحبت انسان کو مکمل نہ بنائے گی کیونکہ جب وہاں مکمل پنے کے اثرات ہی نہیں ہیں تو اخراج بھی ویسے ہی ناقص اور نامکمل اثرات کا ہوگا ایسے نامکمل گورو کے شِشیہ میں اگر سچائی ہے تو اُسکے سوالات گورو کو بھی مکمل ہونے کے لئے مجبور کرینگے ورنہ اُن کا میل یعنی رشتہ ٹوٹ جائیگا۔

بھگتی۔ جس بھگتی کا ذکر رادھاسوامی مت میں کیا گیا ہے وہ بھگتی صرف سم پنے ہی کو دھارن کرنا ہے۔ جس کا ذکر کسی کتاب میں نہیں آیا ہے۔ وہ گورو اور شِشیہ کے درمیان ہوتی آئی ہے وہ بھگتی ست سنگ ہے اور بس!

چوتھا پد بھی یہی سم پنا ہے۔

(۸)
سیدھے سادے بھگت اور گیانی گورو بھگت کی بابت مختصر اشارہ

اس آرتی کے پڑھنے سے اگر لابھ ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ انسان میں معمولی پریم کے پیدا ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ اصلی فائدہ صرف عمل کرنے سے ہوگا اور عمل کرنا بالکل آسان کام ہے۔ گورو کی پاک ذات سے پریم کرو اور جہاں پریم ہے وہاں سم بیا خود بخود بغیر محنت کے ملتا ہے۔ بھگتی مارگ پریم مارگ خود رادھاسوامی نام ہے۔ نہ ابھیاس جپ نہ جاپ نہ کرنی۔ صرف پریم وشواس اور شردھا کی ضرورت ہے۔ اسی لئے بھولے بھالے بھگتوں کو قابل پرستش کہا گیا ہے۔ کیونکہ وہ من کی شانتی کو خود بخود اپنے وشواش اور شردھا سے حاصل کر لیتے ہیں جو بدھی وان کو دیر لگتی ہے وہ اکثر بھٹکتے پھرتے ہیں۔ مگر ان دونوں کے درمیان فرق صرف اتنا ہے کہ بھولے بھالے بھگت خارجی اثرات سے متاثر ہو کر کسی وقت بھرم میں آجاتے ہیں اور ان کا کیا کرایا سب نشٹ ہو جاتا ہے۔ جو سوچ سمجھ کر چلتا ہے وہ گرتا نہیں۔ اس لئے گورو بھگت اُتم ہے۔ اس میں لغزش نہیں آتی ہے۔ گو اسے سم او ستھا میں آنے کے لئے دیر ضرور لگتی ہے۔ اے ست سنگیو! یہ سم اوستھا تم کو ہر وقت حاصل ہے

(۹) حضور مہاراج کی سمادھ کا تعمیر ہونا ضروری اور لازمی ہے اسکے متعلق آپ کی کیا رائے اور تجویز ہے اور آپ اس میں کیا مدد ولفقدی دیتے ہیں؟

حضور کی گبری اور ایک مرکزی مقام کا قائم رکھنا ضروری ہے اسلئے ان سب امور پر غور فرماکر مندرجہ بالا سوالات کے جوابات نوٹ کرکے شاد کام فرمائیں تاکہ اسکے موافق انتظام کیا جائے۔

حضور مہاراج آپ کا کلیان کریں!

خادم

ٹھاکر گورکھ پرشاد ایڈوکیٹ دیوریا

ڈاکخانہ دیوریا ضلع گورکھپور (یو، پی)

نوٹ۔ اگر جواب تاریخ اجرا خط ہذا سے اندر ۲ ماہ موصول نہ ہوگا تو میں یہ سمجھونگا کہ آپ جملہ سوالات کے جوابات نفی میں دیتے ہیں اور حضور مہاراج کی یادگار کو قائم رکھنا نہیں چاہتے۔

نوٹ۔ چھپی ہوئی چھٹی منجانب ٹھاکر گورکھ پرشاد صاحب ایڈوکیٹ دیوریا ستسنگی و ٹرسٹی اصحاب کی خدمت میں علیحدہ جاری ہو رہی ہے۔

ایڈیٹر

مہارامائن

مہرشی جی مہاراج نے ایک درجن سے زائد رامائنیں لکھی ہیں مگر یہ مہارامائن کوئی اور ہی چیز ہے اس میں رامائن کے تمام راز سربستہ جو اب تک کہیں سننے میں بھی نہیں آئے تھے نہایت وضاحت اور صراحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔ کتاب ہذا کے مطالعہ سے ذہن نشین ہوگا کہ رامائن ہندو مذہب کے فلسفہ اور تصوف کی عجیب و غریب لاثانی اور لاامثال کتاب ہے۔ اگر آپ اوتار کے فلسفہ کی اصلیت، آپ کے نام کی حقیقت، دشرتھ دس مکھ یا دس سیس میں دس کی خصوصیت، کوشلیا، سُومترا، کیکئی، رام، لکشمن، بھرت، شتروگھن، خواہ کمبھ کرن اور وبھیشن وغیرہ وغیرہ ناموں کے اصلی راز کی ماہیت کے ساتھ ساتھ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ کوشلیا کے ایک لڑکے رام، کیکئی کے ایک لڑکے بھرت اور سُومترا کے دو لڑکے لکشمن اور شتروگھن کیوں ہوئے۔ بندروں کی پلٹن میں پانچ بہادر ہنومان، سگریو، انگد، نل اور نیل کیوں ہیں۔ ریچھوں میں اکیلے جاموَنت اور راکشسوں میں تنہا وبھیشن فوجی کمانڈر کیوں ہیں۔ رامائن میں سات ہی کانڈ کیوں لکھے گئے وغیرہ وغیرہ تو آپ مہارامائن نامی کتاب ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ ضخامت ۱۰۰ صفحات قیمت للعہ مع محصول ڈاک۔

ملنے کا پتہ۔ موتی لال مختار ایڈیٹر ست سنگت۔ ست سنگت پبلشنگ ہاؤس گورکھپور

جنوری ۱۹۴۷ء

گر ہو مطلوب ، خیر اور برکت
پڑھیے باذوق و شوق ست سنگت

ست سنگت

مہرشی شیوبرت لال صاحب ایم ، اے
کے تجلیات ، فیضات اور ارشادات

ایڈیٹر ، منیجر ، پرنٹر ، پبلشر
موتی لال مختار

ست سنگت پبلشنگ ہاوس گورکھپور

سالانہ چندہ [illegible] | غیر ممالک سے [illegible] | لوکل چندہ [illegible]

فی نمبر کی قیمت [illegible] یا زیادہ